صرف احمدی نوجوانوں کے لئے

جولائی ۱۹۹۳ء

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

جولائی 1993ء

وفا 1372ھش

جلد 40 شمارہ 9 قیمت 4 روپے

*

ایڈیٹر سید مبشر احمد ایاز

*

پبلشر۔ مبارک احمد خالد

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد

دارالصدر جنوبی ربوہ

اس شمارے میں آپ کے لئے

اداریہ

اِک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا

"بعد ۱۱۔ انشاءاللہ"

"میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری..... ثابت نہ کرے.....اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو 11 دسمبر 1900ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا

برمقام فلک شدہ یارب + گرامیدے دہم مدار عجب

بعد 11۔ انشاءاللہ تعالیٰ میں نہیں جانتا کہ گیاراں دن ہیں یا گیاراں ہفتہ یا گیاراں مہینے یا گیاراں سال۔ مگر بہرحال ایک نشان میری بریت کے لئے اس مدت میں ظاہر ہوگا"۔ (اربعین نمبر 4 صفحہ 21 حاشیہ)

"برمقام فلک شدہ یارب گرامیدے دہم مدار عجب۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیری دہائی اب آسمان پر پہنچ گئی ہے۔ اب میں اگر تجھے کوئی امید اور بشارت دوں تو تعجب مت کر میری سنت اور موہبت کے خلاف نہیں، بعد۔ 11 انشاءاللہ (فرمایا اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ 11 سے کیا مراد ہے۔ گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا۔ یہی ہندسہ 11 کا دکھایا گیا ہے"۔ (الحکم 17 دسمبر 1900ء صفحہ 2) (بحوالہ تذکرہ صفحہ 400۔ 401)

ہمیں پورا یقین ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ "دین حق" کا غلبہ ساری دنیا پر ہو کر رہے گا اور خدائے قادر وذوالجلال کا یہ بھی اٹل فیصلہ ہے کہ یہ غلبہ مہدی معہود کے زمانہ میں اور آپ کی جماعت کے ذریعہ سے ہی ہوگا۔

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ نے اس عظیم الشان مقصد کے حصول کے لئے ساری دنیا کو فتح کرنے کے لئے اور دین حق کی عظمت وسربلندی کے لئے ایک ہتھیار اپنی جماعت کے ہاتھوں میں دیا ہے اور یہ ہتھیار زمانے کا یہ موعود امام اپنے آسمانی خدا سے لے کر آیا تھا جو ہتھیار "دعا" کا ہتھیار ہے۔ یہ وہ کاری حربہ ہے جو نہ پہلے کبھی کند ہوا تھا اور نہ اب ہوگا۔ یہ وہ دعائیں ہی تو تھیں جو پہلے بھی اپنے زمانے کے ماموروں کی صداقت کو ایک عالم میں روزِ روشن کیطرح ثابت کرتی رہیں اور اب بھی اسی حربہ کے ذریعہ اس زمانے کے مامور کی صداقت ایک بار پھر ساری دنیا پر عیاں ہوگی۔ حضرت بانئ سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ:-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔

پھر ایک مرتبہ الہام ہوا:-

"بعد۔ 11 انشاءاللہ" (تذکرہ صفحہ 401)

الٰہی کلمات کی یہ شان ہوتی ہے کہ ان کا ظہور مختلف وقتوں میں اور مختلف رنگوں میں ہوتا ہے۔ خدا کی یہ بات پہلے بھی کسی ایک رنگ میں پوری ہوئی ہوگی لیکن جیسا کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے 11 جون 93ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرماتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا اور احباب جماعت کو دعا کی تحریک فرمائی کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا ایک عالمی اور عظیم الشان نشان ظاہر ہو اور اس کا اس سال میں ہی ہونا خدا کی قدرت سے کوئی بعید نہیں ہے کیونکہ خلافت رابعہ خدا کے فضل و کرم سے اپنے گیارہ تابناک سال مکمل کر کے عین اسی روز (جمعہ 11 جون) بارھویں سال میں داخل ہوئی ہے۔ (10 جون 1982ء کو خلافت احمدیہ رابعہ کا آغاز ہوا تھا اور 11 جون 1982ء کو آپ نے اپنی خلافت کا پہلا خطبہ ارشاد فرمایا تھا)۔

پس ہمارا فرض ہے کہ ہم خدائے قادر و توانا کے حضور اپنی پنجوقتہ نمازوں اور نوافل میں یہ دعائیں کریں کہ اے ہمارے پیارے خدا ہم نے تیرے بھیجے ہوئے کو مانا اور قبول کیا لیکن ابھی ایک دنیا پڑی ہوئی ہے جو تیرے مامور اور مرسل کو تکذیب اور تحقیر کی نگاہ سے دیکھتی رہی ہے۔ اے ہمارے مالک! تیرے بندے کی تحقیر تو اب حد سے گزر گئی۔ اس کی تکذیب اب بہت ہو چکی ہے۔ اب تو اپنے وعدوں کے مطابق خود اتر کے آ، اپنے پیاروں کی خاطر، ان کی دلداری کی خاطر آ !!، اپنے بھیجے ہوئے کی عزت اور سچائی کی خاطر آ !!! اور دنیا کو بتادے کہ وہ تیرا تھا۔ ہاں وہ تیرا بھیجا ہوا تھا۔ وہ تیری طرف سے آیا تھا اور تو نے ہی اسے بھیجا تھا۔

اے ہمارے قادر مطلق خدا! تیرے زورِ قدرت میں یہ سب باتیں ہیں۔ تیرے لئے تو کوئی مشکل نہیں ہے۔ تو تو ایک لمحہ میں اپنی ساری قدرتوں کا اظہار کر سکتا ہے۔ پس اب گیارہ کے بعد پھر آ اور "بعد۔ 11" والا نشان ایک بار پھر پورے زور سے ساری دنیا کو دکھادے۔ تا سارے عالم کو معلوم ہو جائے اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ہمارا ایک خدا ہے اور وہ ہمارے ساتھ ہے۔

اے ہمارے آقا! ہماری جانوں سے بھی عزیز ایک وجود جو ایک لمبے عرصہ سے ہم سے دور ہے۔ جو تیری خاطر اور تیرے اس مسیح کے نام پر اپنے وطن سے دور ہے۔ جسے یہاں سے نکالا گیا ہے۔ جو ایک مدت سے تیری طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے ہے۔ جس نے روتے روتے سجدہ گاہ کو بھی تر کر دیا ہے۔ جو تیری رحمت کی آس لگائے ہوئے ہے۔ جو اپنی جھولی تیرے آگے پھیلائے ہوئے ہے۔ اے ہمارے مالک اس کی دعاؤں کو سن اور اس کی ساری مرادیں پوری کر دے تا ساری دنیا پر تیرے ماموروں کی صداقت ثابت ہو جائے اور حق والوں کی فتح ہو جائے اور ایسا نہ ہو کہ :۔

یہ نہ ہو روتے ہی رہ جائیں ترے دَر کے فقیر
اور ہنس ہنس کے روانہ ہوں رُلانے والے

کلام الامام امام الکلام

خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلاء کا وقت تم پر ہے اسی سنت اللہ کی موافق جو قدیم سے جاری ہے ہر ایک طرف سے کوشش ہو گی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی اور پھر ایک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دے گا اور خیال کرے گا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے اور کچھ آسمانی ابتلا بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ...... ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو اس کا اس نے بار بار مجھے یہی جواب دیا ہے کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیز گاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو، سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر یک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہو گی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء ہر یک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو...... نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضاء اور تمہارے تمام قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں..... خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھ کے سامنے رکھو خدا بڑی دولت ہے اس کے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ وہ بڑی مراد ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو۔ عزیزو! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو موجود فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے ہو۔ نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ سچائی اختیار کرو سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں... باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ" - (ازالہ اوہام صفحہ ۴۴۶-۴۵۰)

ہستی باری تعالیٰ

سادہ اور عام فہم دلائل

(مکرم احمد طاہر مرزا صاحب)

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدءالانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

جنہوں نے دیدار الٰہی حاصل کیا

حضرت مسیح موعود..... فرماتے ہیں:۔

"ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق و وفا سے اس کے ہوگئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرت پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق اور وفادار نہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا ہی بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے"۔ (کشتی نوح صفحہ 19)

نیز حضور نے فرمایا:۔

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی"۔ کشتی نوح صفحہ 21)

حضرت ابراہیمؑ اور ایک مغرور بادشاہ

"کیا تجھے اس شخص کی خبر نہیں پہنچی جو اس (غرور کی) وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکومت دے رکھی تھی ابراہیم سے اس کے رب کے متعلق بحث کرنے لگ گیا تھا (یہ اس وقت ہوا) جس وقت ابراہیم نے (اسے) کہا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے (اس پر) اس نے کہا (کہ) میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا (کہ اگر یہ بات ہے) تو اللہ (تو) سورج کو مشرق (کی طرف) سے لاتا ہے (اب) تو اسے مغرب (کی طرف) سے لے آ۔ اس پر وہ (کافر) مبہوت ہو (کر رہ) گیا۔ اور (یہ ہونا ہی تھا کیونکہ) اللہ ظالموں کو (کامیابی کی) راہ نہیں دکھاتا"۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 259 ترجمہ تفسیر صغیر)

حضرت موسیٰؑ اور فرعون

"اس پر فرعون نے (شرمندہ ہو کر اور بات پھیر نے کے لئے) کہا، یہ رب العالمین کون ہے؟ (جس کی طرف

سے تم آنا بیان کرتے ہو)۔ (موسیٰ نے کہا)، آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کا ربّ۔ اگر تمہیں یقین کرنے کی خواہش ہے (اس پر) فرعون نے اپنے ارگرد کے لوگوں سے کہا کیا تم سنتے نہیں (کہ موسیٰؑ کیا کہتا ہے)۔ (موسیٰؑ نے اپنے پہلے بیان کی تشریح کرتے ہوئے) جواب دیا وہی جو تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا بھی ربّ تھا۔ (اس پر فرعون) بولا (اے لوگو) تمہارا وہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور پاگل ہے۔ (موسیٰؑ نے سمجھ لیا کہ وہ بات ٹلانا چاہتا ہے اور) کہا (ربّ العالمین) وہی ہے جو مشرق کا بھی ربّ ہے اور مغرب کا بھی (ربّ ہے) اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (ان کا بھی ربّ ہے) بشرطیکہ تم عقل سے کام لو۔ (اس پر) فرعون نے (طیش میں آکر) کہا اگر میرے سوا تو نے کوئی اور معبود بنایا تو میں تجھے قید کر دوں گا۔ اس (یعنی موسیٰ) نے کہا کیا اس صورت میں بھی کہ میں کوئی (حقیقت حال کو) کھول دینے والی چیز تیرے پاس لے کر آؤں (یعنی معجزہ) (اس پر) فرعون نے کہا اگر تو سچا ہے تو لے بھی آ۔ پس اس (یعنی موسیٰ) نے اپنا عصا زمین پر دھر دیا تو اچانک (اہل فرعون نے دیکھا کہ) وہ ایک صاف صاف نظر آنے والا اژدھا ہے۔ اور اس نے اپنا ہاتھ (اپنی بغل سے) نکالا تو سب دیکھنے والوں نے اچانک دیکھا کہ وہ بالکل سفید ہے۔ اس پر فرعون نے اپنے اردگرد کے سرداروں سے کہا یہ تو کوئی بڑا واقفکار جادوگر ہے (یعنی اپنے عقیدہ پر قائم رہا اور ربّ العالمین کے معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا)"۔ (سورۃ الشعراء آیت نمبر 24 تا 35)

حضرت علی رضی اللہ عنہ

"کہتے ہیں کسی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ خدا کی ہستی کا کیا ثبوت ہے؟ انہوں نے دیکھ کر کہ سائل ایک سیدھا سادھا آدمی ہے اسے یہی جواب دیا کہ دیکھو تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اگر تو کوئی خدا نہیں ہے تو مان لینے والے اور نہ ماننے والے سب برابر ہیں اور اگر خدا ہے تو خوب یاد رکھو کہ انکار کرنے والے کی خیر نہیں"۔

("ہمارا خدا" صفحہ 40 از حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے)

ایک بدوی عرب

"عرب کے ایک بدوی کا قول ہے جس سے کسی نے پوچھا تھا کہ تیرے پاس خدا کی کیا دلیل ہے؟ اس نے جواب دیا:

"اَلْبَعْرَةُ تَدُلُّ عَلَى الْبَعِيْرِ وَ اَثَرُ الْقَدَمِ عَلَى السَّفِيْرِ فَالسَّمَاءُ ذَاتُ الْبُرُوْجِ وَالْاَرْضُ ذَاتُ الْفِجَاجِ اَمَا تَدُلُّ عَلَى قَدِيْرٍ".

یعنی جب کوئی شخص جنگل میں سے گزرتا ہوا ایک اونٹ کی مینگنی دیکھتا ہے تو یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس جگہ سے کسی اونٹ کا گزر ہوا ہے اور جب وہ صحرا کی ریت پر کسی آدمی کے پاؤں کا نشان پاتا ہے تو یقین کر لیتا ہے کہ یہاں سے کوئی مسافر گزرا ہے۔ تو کیا یہ زمین معہ اپنے وسیع راستوں کے اور یہ آسمان معہ اپنے سورج اور چاند ستاروں کے دیکھ کر اس طرف خیال نہیں جاتا کہ ان کا بھی کوئی بنانے والا ہوگا؟" ("ہمارا خدا" صفحہ 54 نیز "ہستی باری تعالیٰ")

حضرت امام ابو حنیفہ اور ایک ملحد

"خلیفہ ہارون الرشید کے دور حکومت کی بات ہے کہ ایک مادہ پرست نے حضرت امام ابو حنیفہ کو خدا کی ہستی پر مناظرہ کی دعوت دی۔ ہارون الرشید نے حضرت امام کو پیغام بھجوایا لیکن حضرت امام کچھ دیر سے پہنچے۔ ملحد نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی۔ امام صاحب نے جواب دیا میرا گھر دریائے دجلہ کے اس پار ہے۔ میں اپنے گھر سے نکلا اور دریا کے کنارے پہنچا جہاں ایک پرانی اور شکستہ کشتی دیکھی۔ جس کے تختے بکھر چکے تھے۔ مگر جونہی میری نگاہ اس پر پڑی تختوں میں اضطراب پیدا ہوا۔ پھر انہوں نے حرکت کی اور اکٹھے ہو گئے۔ ایک حصہ دوسرے حصہ کے ساتھ پیوست ہو گیا اور بغیر کسی بڑھئی کے سالم کشتی تیار ہو گئی۔ میں اس کشتی پر بیٹھا۔ پانی کو عبور کیا اور یہاں آ گیا۔ ملحد نے کہا "اے رئیسو! جو کچھ تمہارا پیشوا اور امام اور تمہارے عہد کا افضل انسان کہہ رہا ہے اسے سنو! کیا تم نے اس سے زیادہ جھوٹی بات کبھی سنی ہے؟ شکستہ کشتی بڑھئی کے بغیر کس طرح بن گئی؟ اور بغیر ملاح کے کس طرح چل پڑی؟ امام صاحب نے فرمایا اگر کسی کارندے اور بڑھئی کے بغیر کشتی حاصل نہیں ہو سکتی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس قدر عظیم نظام دنیا بغیر کسی چلانے والے کے چل سکے؟ تو صانع (خالقِ کائنات) کی نفی کا کیسے قائل ہو گیا ہے؟"۔ ("مخزن اخلاق" صفحہ 130)

حضرت امام شافعی اور دہریہ

"حضرت امام شافعی سے کسی ملحد نے سوال کیا کہ خدا کے وجود کی دلیل کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ سامنے والا شہتوت کا درخت۔ وہ حیران ہو کر بولا کس طرح؟ حضرت امام نے کہا اس کے پتے دیکھو بظاہر کتنے حقیر نظر آتے ہیں لیکن ان کی گوناگوں خاصیتوں پر نگاہ ڈالی جائے تو انسان ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ ان پتوں کو ہرن کھاتا ہے تو مشک بن جاتے ہیں۔ مکھی کھاتی ہے تو شہد بن جاتے ہیں۔ کیڑا کھاتا ہے تو ریشم بن جاتے ہیں۔ مگر جب بکری کھاتی ہے تو یہ مینگنیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ بات عقل میں آ سکتی ہے کہ ان حقیر پتوں میں یہ متنوع خصوصیات آپ سے آپ آ گئی ہیں اور کوئی ان کا پیدا کرنے والا نہیں؟"۔ ("ان دیکھی حقیقتیں" صفحہ نمبر 25۔ 26 از مولانا کوثر نیازی)

حضرت امام احمد بن حنبل کا لطیف استدلال

"حضرت امام صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا میں نے ایک مضبوط قلعہ دیکھا جو صاف اور چکنا بنا ہوا تھا۔ اس میں کوئی شگاف نہ تھا۔ باہر سے اس کی شکل ایسی تھی جیسے پگھلی ہوئی چاندی ہوتی ہے اور اندر سے اس کی صورت سونے کی مانند تھی۔ اس قلعہ کی دیواریں پھٹ گئیں۔ اس سے ایک جانور نکل پڑا جس کی آنکھ، کان سب موجود تھے۔ یہ قلعہ انڈہ ہے۔ جس کا خول چاندی کی مانند ہے۔ اس سے جو زردی نمودار ہوتی ہے وہ سونے کی مانند ہے۔ اس

سے بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا خالق بجز خدا تعالیٰ اور کون ہے؟"۔ ("بیان الاخلاق" از محمد بخش صاحب صفحہ 22)

چرخہ کاتنے والی بڑھیا

"ایک بڑھیا چرخہ کات رہی تھی۔ ایک دہریہ عورت نے اس سے خدا کے متعلق کوئی معقول ثبوت مانگا۔ بڑھیا نے چرخہ چلانا چھوڑ دیا اور پوچھا کہ اب یہ چرخا کیوں نہیں چلتا؟ اس نے فوراً کہا تم نے چرخا چلانا چھوڑ دیا ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا جب ایک چرخا بھی بغیر کسی چلانے والے کے نہیں چل سکتا تو اس قدر عظیم نظام قدرت زمین، آسمان، سورج، چاند ستارے وغیرہ بغیر کسی چلانے والے کے کس طرح چل سکتے ہیں؟"۔ ("مخزن اخلاق" صفحہ 123 از رحمت اللہ سبحانی)

جامن کا پتہ

حضرت مسیح موعود.... فرماتے ہیں:-

"5 مئی (1907ء) کو میں نے ایک جامن کا پتہ توڑا۔ اس پر ہر جگہ غور سے دیکھا تو یہی لکھا ہوا پایا "لاالہ الاالله"۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 279 جدید ایڈیشن)

زبردست ثبوت

"خدا کی ہستی کا سب سے زبردست ذریعہ یہی ہے کہ ہم اس کی آواز کو سن لیں یا دیدار یا گفتار۔ پس آج کل کا گفتار قائمقام ہے دیدار کا۔ جب تک خدا کے اور اس سائل کے درمیان کوئی حجاب ہے اس وقت تک ہم سن نہیں سکتے۔ جب درمیانی پردہ اٹھ جاوے گا تو اس کی آواز سنائی دے گی"۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 172)

ہزاروں نشانات

"اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت کا ایک اور ذریعہ قائم کیا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ قبل از وقت اپنے برگزیدوں کو کسی تقدیر سے اطلاع دے دیتا ہے چنانچہ وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ نے اس کام کے واسطے چنا ہوا ہوتا ہے پہلے سے لوگوں کو اطلاع دے دیتا ہے کہ ایسا ہوگا اور پھر ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کہ اس نے کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے واسطے یہ ایسی دلیل ہے کہ ہر ایک دہریہ اس موقع پر شرمندہ اور لاجواب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہزاروں ایسے نشانات عطا کئے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا ہوتا ہے۔ ہماری جماعت کے اس قدر لوگ اس جگہ موجود ہیں۔ کون ہے جس نے کم از کم دو چار نشان نہیں دیکھے اور اگر آپ چاہیں تو کئی سو آدمیوں کو باہر سے بلوائیں اور ان سے پوچھیں"۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 209)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:-
''بنی نوع انسان کا خادم بننا اور بنی نوع انسان کا ہمدرد و غم خوار بننا ہر ایک احمدی کا فرض ہے''۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ الفضل ۱۱ جولائی ۱۹۷۱ء)

عبدِ شکور کی حسین عبادات کے تذکرے

(از قلم: مکرم محمود مجیب اصغر صاحب)

اللہ تعالیٰ نے تمام دائمی صداقتیں قرآن کریم میں محفوظ کر دی ہیں۔ انسان کی پیدائش کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: ۵۷)

یعنی میں نے جن و انس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری پرستش کریں۔ حضرت مسیح موعود...... فرماتے ہیں:۔

"...... پس اس آیت کی رو سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے......"۔

ایک اور جگہ فرمایا:۔

"انسان کی پیدائش کی اصل غرض بھی یہی ہے کہ وہ نماز کی حقیقت سیکھے"۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ (حدیث قدسی)

کہ اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں یہ زمین و آسمان ہی پیدا نہ کرتا۔

پس زمین و آسمان کی پیدائش اور انسانی پیدائش کی غرض و غایت اور انسانوں میں سے انسان کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا عبادت کے مضمون کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت ہی کی طرف آپؐ کی سب سے زیادہ توجہ رہی۔ آنحضرتؐ کی عبادات کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلا دور

پہلا وہ دور جو غارِ حرا کا دور ہے یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے انتہائی بگڑے ہوئے ماحول اور عرب قوم کو بت پرستی میں مبتلا پا کر مکہ سے باہر ایک غار میں عبادت کیا کرتے تھے اور ذکر الٰہی اور فکر اور دعا میں محو رہ کر اپنے خالق و مالک کو یاد کیا کرتے تھے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر آپ کی قوم والے کہنے لگے:۔

عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ

کہ محمدؐ تو اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات کے اس دور کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی خلوت اور تنہائی کو ہی پسند کرتے تھے۔ آپؐ عبادت کرنے کے لئے لوگوں سے دور تنہائی کی غار میں جو غار حرا تھی چلے جاتے تھے۔ یہ غار اس قدر خوفناک تھی کہ کوئی انسان اس میں جانے کی جرات نہ کر سکتا تھا۔ آپؐ نے اس کو اس لئے پسند کیا ہوا تھا کہ وہاں کوئی ڈر کے مارے نہیں پہنچے گا"۔

(البدر 24 اگست 1904ء)

سوال کیا گیا کہ اس دور میں آپؐ کی عبادت کیا تھی فرمایا "کان بالتفکر والاعتبار" کہ وہ غور و فکر اور مراقبہ کی کیفیت تھی۔

حضرت خلیفہ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

"ذکر الٰہی اور تفکر بھی علم صحیح کا باعث ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

یعنی نشان ہیں دانشمندوں کے لئے جو یاد رکھتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے لیٹے اور تفکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں۔

دیانند نے بھی لکھا ہے کہ رشی لوگوں کو مراقبوں، سمادھوں وغیرہ سے یہ سچے علوم حاصل ہوتے ہیں"۔

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 547)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عبادات کے دوران رؤیا صالحہ اور وحی کا آغاز ہوا۔ آپؐ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی وہ سورۃ العلق کی پہلی چند آیات پر مشتمل ہے۔ حضرت خلیفہ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

"میں نے جو تحقیق کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریمؐ جن دنوں غارِ حرا میں عبادت فرمایا کرتے تھے وہ دن رمضان کے تھے اور وہیں پہلی سورۃ کا جزو نازل ہوا"۔ (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 306)

دوسرا دور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات کا دوسرا وہ دور ہے جب آپؐ کو نبوت کی ردا پہنائی گئی اور آپؐ کبھی مکہ کی گھاٹیوں میں اور کبھی خانہ کعبہ کے صحن میں اور کبھی دار ارقم میں چھپ چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے اور دشمن آپؐ کو ایذا پہنچانے کے درپے تھا اور آپؐ کو عبادت الٰہی سے زبردستی روکتا تھا لیکن آپؐ راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدا تعالیٰ سے مناجات کرتے رہتے۔ دکھوں اور آہ و بکا کا یہ لمبا دور تیرہ سال پر محیط ہے اور اس دوران جہاں سخت مشکلات اور تکالیف کا سامنا تھا وہاں نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مستقبل کے بارہ میں نہایت شاندار بشارتیں دیں بلکہ معراج اور اسراء کے عظیم الشان واقعات بھی رونما ہوئے۔ اگرچہ معراج سے پہلے نماز شرع ہو چکی

تھی مگر باقاعدہ پانچ نمازوں کا آغاز واقعہ معراج سے ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو بھی مومن کی معراج قرار دیا ہے۔ واقعہ اسراء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کی امامت کرائی جو نماز باجماعت کی اہمیت اور تمام انبیاء کی بعثت کے بنیادی مقصد یعنی عبادت کے ذریعے خدا اور بندے کے درمیان تعلق پیدا کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس سارے عرصے میں دشمن نے نہ ہی آپؐ کو کوئی باقاعدہ مسجد بنانے دی اور نہ ہی خانہ کعبہ میں آزادی سے نماز ادا کرنے کی اجازت دی۔

دراصل تین سال مخفی تبلیغ کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلم کھلا تبلیغ کا آغاز فرمایا تو مخالفت کی رو چلی جو بڑھتے بڑھتے شدت اختیار کر گئی۔ اس دوران آپؐ نے اپنے ایک ابتدائی صحابی ارقم بن ارقم کے گھر کو عبادت اور دارالتبلیغ کے طور پر پسند فرمایا۔ تاریخ اسلام میں اس مبارک گھر کو بہت شہرت حاصل ہے اور اسے "دارالاسلام" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

جب آہستہ آہستہ اسلام مکہ اور اس کے ارد گرد کے علاقوں میں پھیلنے لگا تو مخالفت نے بڑی بھیانک صورت حال اختیار کر لی۔ آپؐ کو خدا تعالیٰ کی توحید کے پرچار اور عبادت سے زبردستی روکا گیا۔ قرآن مجید اس کی خبر ان الفاظ میں دیتا ہے۔ فرمایا:۔

أَرَءَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ. عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ
(العلق: ۱۰۔۱۱)

اے مخاطب تو مجھے اس شخص کی حالت کی خبر دے جو ایک عبادت گذار بندے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو جب وہ نماز میں مشغول ہوتا ہے نماز سے روکتا ہے۔

کفار کی ایذارسانیوں کے نتیجہ میں آپؐ کا دل خدا کی درگاہ میں پگھلتا رہتا تھا اور رات کی تنہائی میں آپؐ خدائے واحد کے حضور زیادہ ذوق و شوق کے ساتھ عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ اس کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ بہت ابتدائی سورتوں میں سورۃ مزمل شامل سمجھی جاتی ہے۔ بعض کے نزدیک یہ تیسری سورت ہے۔ فرمایا:۔

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ. وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ. عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ.
(المزمل: ۲۱)

تیرا رب جانتا ہے کہ تو دو تہائی رات سے کچھ کم نماز کے لئے کھڑا رہتا ہے اور کبھی کبھی نصف کے برابر کبھی ایک تہائی کے برابر اور اسی طرح کچھ تیرے ساتھی بھی اور اللہ رات اور دن کو چھوٹا بڑا کرتا رہتا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ تم پوری طرح نماز کے وقت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ پس اس نے تم پر رحم کیا۔ پس چاہیے کہ قرآن میں سے جتنا میسر ہو تم رات کے وقت پڑھ لیا کرو۔

گویا بڑھتی ہوئی مخالفت اور ایذارسانی کے مقابلہ میں آپؐ کی کیفیت کچھ یوں تھی جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

ان دنوں کی قرآن کریم میں آپؐ کے دل کی کیفیت ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ نبوت کے پانچویں یا چھٹے سال نازل ہونے والی سورت الکھف میں فرمایا:۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا (الكهف:7)

کیا اگر وہ اس عظیم الشان کلام پر ایمان نہ لائیں تو تو ان کے غم میں شدت افسوس سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔

مکہ میں دکھوں اور ایذا رسانیوں کا زمانہ بڑھتا گیا تاہم واقعہ اسراء کے جلد ہی بعد یثرب کے کچھ لوگ مسلمان ہوئے اور آہستہ آہستہ اسلام یثرب میں پھیلنے لگا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکمِ الٰہی یثرب ہجرت فرمائی جس کے بعد یثرب مدینہ الرسول کہلانے لگا اور بعد میں صرف مدینہ مشہور ہو گیا۔

مکی دور میں نماز کے بارہ میں احکام مکمل ہوئے تاہم مخالفت کی شدت کی وجہ سے آپؐ باقاعدہ کوئی مسجد وغیرہ اس دور میں نہ بنا سکے مگر آپؐ کی نمازوں کی بدولت ہی اسلام مکہ سے نکل کر مدینہ تک پہنچ گیا اور آہستہ آہستہ سارے عرب میں پھیل گیا۔ حضرت مسیح موعود.... فرماتے ہیں:۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فاللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔

اللھمّ صلِّ و سلم و بارک علیه و اله بعدد همه و غمه و حزنه لهٰذه الامه و انزل علیه انوار رحمتک الی الابدO (برکات الدعا)

تیسرا دور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات کا تیسرا دور ہجرت مدینہ سے شروع ہوتا ہے۔ مدینہ ہجرت کے بعد آپؐ کو نسبتاً آزادی کا ماحول میسر آیا۔ مکہ سے ہجرت کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی بالائی آبادی قباء میں نزول فرمایا تو سب سے پہلا کام آپؐ نے جو کیا وہ یہ تھا کہ قباء میں عبادت کے لئے مسجد تعمیر فرمائی اور ہفتہ عشرہ قیام کے دوران مسجد قباء میں نمازیں ادا فرمائیں۔ جمعہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے اندرون شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک کھلے میدان میں نماز جمعہ ادا فرمائی اور پھر اسی میدان میں مسجد نبویؐ کی تعمیر عمل میں آئی۔ مسجد نبویؐ کے ساتھ اپنے حجرے تعمیر کروائے۔ چنانچہ مسجد نبویؐ میں باقاعدہ پنجگانہ نمازوں کا باجماعت انتظام شروع ہوا۔ جلد ہی اذان کا بھی آغاز ہو گیا۔ ہجرت مدینہ کے دوسرے سال جہاد بالسیف فرض

ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا غزوات میں شامل ہونے کے لئے مدینہ سے باہر جانا پڑا لیکن آخری وقت تک آپؐ کی وابستگی اسی مسجد سے رہی۔ آپؐ کی رہائش کے کمرے اور مسجد نبویؐ کے درمیان ایک دروازہ رکھا گیا تھا جس میں سے گزر کر آپؐ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لاتے تھے۔

سر ولیم میور لکھتا ہے کہ:۔

"رسول خداؐ اور ان کے اصحاب اسی مسجد میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ گزارتے تھے۔ یہیں اسلامی نماز کا باقاعدہ باجماعت صورت میں آغاز ہوا۔ یہیں تمام مسلمان جمعہ کے دن خدا کی تازہ وحی کو سننے کے لئے مؤدبانہ اور مرعوب حالت میں جمع ہوتے تھے"۔

(بحوالہ سیرت خاتم النبیین جلد دوم)

اب تک مغرب کے سوا جس میں تین رکعات تھیں باقی سب فرض نمازوں میں صرف دو دو رکعات تھیں لیکن ہجرت سے کچھ عرصہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے حکم پاکر سفر کے لئے تو وہی دو دو رکعات نماز رہنے دی لیکن حضر کے لئے سوائے فجر اور مغرب کے جو اپنی پہلی صورت میں قائم ہیں باقی نمازوں میں چار چار رکعات فرض کر دیں۔

حضرت اسودؓ بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا آپؐ کام کاج میں گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو باہر نماز پڑھنے کیلئے چلے جاتے تھے"۔ (بخاری)

غزوات میں آپؐ کی جو کیفیت تھی اس کا حال حضرت علیؓ یوں بیان کرتے ہیں کہ:۔

"جب بدر کا دن آیا۔ جنگ شروع ہو گئی تو میں کچھ تھوڑا سا لڑا پھر رسول کریمؐ کی طرف آیا اور دیکھا کہ حضورؐ سجدہ ریز ہیں اور یہ دعا کر رہے ہیں:۔

يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

اے حی و قیوم خدا میں تیری رحمت کا واسطہ دے کر تجھ سے مدد مانگتا ہوں۔ تیرے حضور فریاد کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں پھر میں لڑنے کو چلا گیا اور کچھ دیر لڑنے کے بعد واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضورؐ کا وہی حال ہے۔ سجدہ میں ہیں اور پھر کہہ رہے ہیں کہ اے حیؔ و قیوم خدا میں تیری رحمت کا واسطہ دے کر تجھ سے فریاد کرتا ہوں۔ پھر میں لڑنے کو چلا گیا اور کچھ دیر لڑنے کے بعد واپس آیا تو حضورؐ سجدہ میں ہی تھے اور وہی دعا کر رہے تھے یہاں تک کہ خدا نے ہمیں فتح دے دی"۔ (جامع الاصول بحوالہ انصار اللہ اگست 1992ء)

غزوہ خندق کے دوران 29 دن جزیرہ نما عرب کے قبائل نے مدینہ کا محاصرہ جاری رکھا۔ اس وقت بہت ہی خوف و ہراس کی کیفیت تھی۔ ایک دن لڑتے لڑتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض نمازیں ضائع ہو گئیں اور وقت پر نہ پڑھی جا سکیں۔ آپؐ کو اس قدر رنج ہوا کہ آپؐ نے دشمن کو بددعا دی۔ فرمایا:۔

"خدا ان کی اولاد اور ان کو قبروں کی آگ سے بھر دے۔ انہوں نے ہماری نماز ضائع کی ہے"۔

پھر آپؐ نے ان ضائع شدہ نمازوں کو صحابہ کے

ساتھ جمع کر کے پڑھا۔ یہ واقعہ زندگی میں صرف ایک بار پیش آیا۔ ورنہ آپؐ کا معمول تھا کہ جنگ کے دوران صلوٰۃ خوف ادا فرماتے۔

فتح مکہ کے موقعہ پر آپؐ فاتحانہ شان مصطفویؐ کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے اور مقام ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر باہر تشریف لائے اور دو نوافل باہر بھی ادا فرمائے۔

غرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت سے بہت ہی محبت تھی۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ نماز تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ رات کو تہجد میں آپؐ اتنی دیر کھڑے رہتے تھے کہ آپؐ کے پاؤں متورم ہو جایا کرتے تھے۔ آپؐ اپنے صحابہ کو نماز کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ اگر لوگوں کو یہ علم ہو کہ نماز باجماعت میں کیا خوبی ہے تو خواہ انہیں گھٹنے گھسیٹتے ہوئے بھی مسجد میں آنا پڑے تو وہ ضرور آئیں گے۔

آپؐ رات کو اٹھ اٹھ کر اپنے رب کریم کی عبادت بجالایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ:-

"ایک رات جو میری آنکھ کھلی میں نے بستر ٹٹولا تو آپؐ بستر پر نہ تھے۔ میں گھبرائی ہوئی باہر نکلی تو آپؐ کو سجدہ میں یہ مناجات کرتے ہوئے پایا "سجد لک روحی و جنانی" میری روح میرا دل تیرے حضور سجدہ ریز ہیں۔ حضرت عائشہ نے آپؐ کی ایسی کیفیت دیکھ کر کہا یا رسول اللہؐ آپ کو تو پہلے ہی خدا کا قرب حاصل ہے۔ آپؐ اپنے نفس کو اتنی تکلیف کیوں دیتے ہیں۔ فرمایا "افلا اکون عبداً شکوراً" کیا میں اس کا شکریہ ادا نہ کروں"۔

اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی کثرت سے عبادت بجالاتے تھے لیکن آپؐ نے دنیا کو بالکل چھوڑ چھاڑ کر رہبانیت اختیار کرنے کو بھی پسند نہیں فرمایا۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ یوں ہے کہ عثمان بن مظعونؓ ابتدائی صحابہؓ میں سے تھے اور نہایت نیک اور صوفی منش آدمی تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ حضورؐ اگر اجازت دیں تو میں بالکل تارک الدنیا ہو کر اور بیوی بچوں سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی زندگی صرف عبادت الٰہی کے لئے وقف کر دوں۔ مگر آپؐ نے اس کی اجازت نہیں دی۔

آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ تمہیں چاہیئے خدا کا حق خدا کو دو۔ بیوی بچوں کا حق بیوی بچوں کو دو۔ مہمان کا حق مہمان کو دو اور اپنے نفس کا حق نفس کو دو کیونکہ یہ سب حقوق خدا کے مقرر کردہ ہیں اور ان کی ادائیگی عبادت میں داخل ہے۔ (بخاری کتاب الصوم)

عبادت گاہ کے بارے میں آپؐ کا تصور بہت فراخدلانہ تھا۔ چنانچہ جب نجران کے عیسائی مدینہ میں مذاکرات کے لئے آئے تو آپؐ نے انہیں اپنے طریق کے مطابق مسجد نبویؐ میں عبادت کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور جب صحابہؓ نے انہیں روکنا چاہا تو آپؐ نے صحابہؓ کو منع فرمایا۔ عیسائیوں نے مشرق کی طرف رخ کر کے عین مسجد نبوی میں اپنی عبادت کے مراسم ادا کئے۔

اپنی آخری بیماری میں جب کہ آپ کو غشی پر غشی آتی تھی اور سخت بے چینی کا عالم تھا آپؐ نے ایک دفعہ صبح کے وقت اپنے دروازے کا پردہ اٹھا کر دیکھا تو مسجد میں صحابہ نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ نظارہ دیکھ کر آپ کا چہرہ خوشی

مصطفےٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت

برکاتِ درود شریف

(مضمون نگار :۔ مکرم پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب)

اللہ تعالیٰ سورۃ احزاب آیت 57 میں فرماتا ہے

"یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایماندارو تم بھی اس (نبی کریمؐ) پر درود بھیجو اور نہایت اخلاص سے سلام بھیجو"۔

گویا اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنا اور اپنے فرشتوں کا عمل بیان فرمایا کہ وہ حبیب پاکؐ پر درود بھیجتے ہیں اور پھر تمام مومنوں کو حکم دیا کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود اور سلام بھیجا کریں۔ گویا درود شریف کو تمام اذکار میں یہ امتیاز اور شان حاصل ہے کہ خدائے بزرگ و برتر، اس کے تمام فرشتے اور تمام مومن اس پر عمل پیرا رہتے ہیں۔

مومنوں کی طرف سے ہدیہ شکر گزاری

اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لحظہ قرب اور درجات میں بڑھاتا چلا جاتا ہے اور مومنوں کے درود و سلام بھیجنے میں یہ مفہوم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے رہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجات اللہ تعالیٰ کے حضور بلند سے بلند تر ہوتے چلے جائیں نیز وہ حضرت سرور کائناتؐ کے امت مسلمہ پر احسانات اور التفات کو یاد کر کے بطور شکر گزاری آپؐ پر درود بھیجتے رہیں۔ اس نکتہ کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر (آپؐ پر) درود بھیجیں"۔

(اخبار الحکم جلد 7 نمبر 25)

درود شریف خدمتِ نبویؐ میں پیش ہوتا ہے

سنن ابی داؤد میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اسلئے کہ یہ ایسا مبارک دن ہے کہ ملائکہ اس میں حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود اسکے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"۔(ابو داؤد)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"اس طرح درود شریف ہے کہ ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیتے ہیں"۔ (اخبار البدر جلد 3 نمبر 10 مورخہ 16 مارچ 1904ء)

درود شریف کی برکات

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ عظیم احسان و انعام ہے کہ جن احکام اور عبادات کا انہیں حکم دیتا ہے ان کے نتیجہ میں اپنے فرمانبردار بندوں کو بے پناہ ثواب اور برکات و فوائد بھی عطا کرتا ہے۔ آٹھویں صدی ہجری میں تالیف کی جانے والی مسنون دعاؤں اور اذکار کی مشہور کتاب "حصن حصین" مؤلفہ امام محمد بن محمد بن محمد الجزری میں یہ حدیث مبارکہ بیان ہوئی ہے: (صفحہ 336)

"ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ کے چہرہ مبارک سے خوشی اور مسرت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس (ابھی ابھی) جبرئیل آئے اور کہا آپؐ کے پروردگار نے فرمایا ہے کہ اے محمدؐ کیا تم اس بشارت سے خوش نہ ہوگے کہ تمہاری امت میں سے جو شخص بھی تم پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا میں اس پر دس بار بھیجوں گا اور تمہاری امت میں سے جو شخص بھی تم پر ایک مرتبہ سلام بھیجے گا تو میں دس مرتبہ اس پر سلامتی بھیجوں گا"۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے...... چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والوں کو جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش حصہ ملتا ہے"۔ (مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 24۔25)

فوائد و عجائب درود شریف

1۔ شفیع المذنبین کی شفاعت

حضرت ابوالورداء نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص صبح و شام مجھ پر دس دس مرتبہ درود شریف پڑھے اس کو قیامت کے دن میری شفاعت پہنچ کر رہے گی"۔ (فضائل درود صفحہ 25)

2۔ قربِ رسول علیہ الصلوۃ والسلام

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن میرے سب سے قریب وہ شخص ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہوگا"۔ (ترمذی)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"سبحان اللہ اس سرورِ کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا

مخدوم بنایا جاتا ہے...... افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہی طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے"۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم)

3۔ رحمتِ الٰہی کا عطا ہونا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب وضو کر چکو تو پہلے کلمہ شہادت پڑھو اور اس کے بعد مجھ پر درود بھیجو۔ ایسا کرنے سے رحمت الٰہی کے دروازے کھل جاتے ہیں"۔

(رسالہ درود شریف صفحہ 166)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا والہانہ نعتیہ کلام:۔

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

چھوکے دامن تیرا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

4۔ ملاقات کے ساتھ مغفرت کے سامان

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خدا کے جو دو بندے ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے باہم ملاقات کے وقت خدا تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں گے ان کے الگ ہونے سے پہلے ان کے سب گناہ اور قصور معاف کر دیئے جائیں گے۔ تقدیم کے بھی اور تاخیر کے بھی"۔

(جلاء الافہام بحوالہ رسالہ درود شریف صفحہ 169)

5۔ بھولی ہوئی بات کا یاد آجانا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی بات بھول جائے تو مجھ پر درود بھیجو۔ اس کی برکت سے اللہ چاہے تو تمہیں وہ بات یاد آجائے گی"۔ (جلاء الافہام صفحہ 357)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ ارشاد "رسالہ درود شریف" کے صفحہ 217 پر موجود ہے "درود شریف تمام فیوض کے حصول کی کلید ہے اور یہ کہ جو مشکل اور حاجت پیش آئے اس کے لئے درود کا پڑھنا اس کے حل ہونے کا ذریعہ ہے"۔

6۔ حصولِ رزق کا نسخہ

"حصن حصین" مترجم صفحہ 85 کے حاشیہ میں درج ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے فقر و افلاس کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا "جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو سلام کر کے داخل ہوا کرو خواہ گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو۔ پھر مجھ پر درود و سلام بھیجو اور اس کے بعد "قل ہو اللہ" (سورۃ اخلاص۔ ناقل) پڑھ لیا کرو۔ اس شخص نے اس پر عمل کرنا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا مالا مال کر دیا کہ اس نے نہ صرف اپنے اہل و عیال کی بلکہ اپنے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کی بھی خبر گیری کی۔

7۔ صدقہ کی کمی کا مداوا

"فضائل درود" کے صفحہ 27 پر حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ "جس کے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو وہ حبیبِ کبریا پر درود بھیجا کرے"۔

نیز مذکورہ کتاب کے اس صفحہ پر یہ فرمان نبوی بھی درج کیا گیا ہے "مجھ پر تمہارا درود بھیجنا تمہاری دعاؤں کو محفوظ کرنے والا ہے۔ تمہارے رب کی رضاء کا سبب ہے اور تمہارے اعمال کی زکوٰۃ ہے۔ (یعنی ان کو بڑھانے والا اور پاک کرنے والا ہے)۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے خط کا جواب:۔

رسالہ "درود شریف" کے صفحہ 89۔ 90 کے مطالعہ سے ایک ایمان افروز واقعہ کی تفصیلات پتہ چلتی ہیں۔ 1898ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب ملازمت کے سلسلہ میں تیس روپے ماہوار تنخواہ پاتے تھے اور اس کا دسواں حصہ یعنی تین روپے چندہ خدمتِ حضرت اقدس میں بھجوایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت صاحب کی خدمت میں لکھا کہ وہ اس تنخواہ کا ایک تہائی یعنی دس روپے چندہ ماہوار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر حضرت نے انہیں تحریر فرمایا "آپ کو ابھی صلاح نہیں دیتا کہ اس تنخواہ پر آپ دس روپیہ ماہوار بھیجا کریں کیونکہ تنخواہ قلیل ہے اور اہل و عیال کا حق ہے...... ہاں بجائے زیادت کے درود شریف بہت پڑھا کریں کہ وہی ہدیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچتا ہے"۔

(مکتوب از حضرت اقدس مورخہ 18 مارچ 1898ء)

8۔ سر درد کا علاج

"حیات قدسی" حصہ دوم صفحہ 46۔ 47 پر حضرت غلام رسول راجیکی صاحب درود شریف کی ایک برکت کا ذکر فرماتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ مجھے خواب میں بتایا گیا کہ جس شخص کے سر میں درد ہو اس کے لئے یوں عمل کیا جائے کہ اس کی پیشانی پر لا کا حرف لکھتے جائیں اور درود شریف پڑھتے جائیں۔ انشاء اللہ درد دور ہو جائے گا"۔

9۔ درد و غم سے نجات

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مخلص خادم حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب نے ایک خط میں اپنے دکھوں اور غموں کا تذکرہ کیا تو حضرت نے جو جواب آپ کو تحریر فرمایا اس میں یہ علاج تجویز فرمایا "آپ کا پر درد و غم مجھ کو ملا۔ آپ صبر کریں...... اور درود شریف بہت پڑھا کریں تا اس کے برکات آپ پر نازل ہوں"۔

بیکس و معصوم پرندوں کی دلجوئی:۔

"حیات قدسی" حصہ چہارم صفحہ 35۔ 36 پر حضرت راجیکی صاحب نے ایک عجیب واقعہ قلمبند فرمایا ہے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب آپ قادیان میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے شہر والے مکان کے ایک کمرہ میں مقیم تھے اور حضرت مولانا نورالدین امام جماعت

احمدیہ اول کے ارشاد کے تحت ایک نادر عربی کی کتاب کا قلمی نسخہ تیار کرنے پر مامور تھے۔ حضرت راجیکی صاحب کی قیام گاہ کے برابر کمرہ کے برآمدہ میں دو جنگلی کبوتروں نے انڈے دے رکھے تھے۔ ایک دن خاکروب نے صفائی کے دوران گھونسلے کو توڑ پھوڑ دیا اور اس طرح انڈے گر کر ٹوٹ گئے۔ آگے حضرت راجیکی صاحب کے اپنے الفاظ میں یہ داستان غم سنیئے:۔

"میں اس وقت کتابت میں مشغول تھا۔ جب کبوتروں نے گھونسلے کو ویران اور انڈوں کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو دردناک آواز کے ساتھ پھڑپھڑانا شروع کر دیا...... میں اپنا قلم روک کر ان کی طرف متوجہ ہوا اور بچشم اشکبار ان کے غم میں شریک ہوگیا۔ میں دیر تک سوچتا رہا کہ ان بے زبان پرندوں کی دلجوئی کس طرح کروں لیکن کوئی صورت نظر نہ آئی۔ آخر مجھے یہ خیال آیا کہ درود شریف چونکہ قبول شدہ دعا ہے اس لئے اگر میں اسے اس نیت سے پڑھوں کہ اس کا ثواب اللہ تعالیٰ بجائے مجھے پہنچانے کے ان پرندوں کی تسلی کی صورت میں عطا فرمائے تو ہوسکتا ہے کہ ان بے زبانوں کی کچھ غمخواری ہوسکے۔ چنانچہ میں نے اس نیت سے درود شریف پڑھنا شروع کیا تو ان پرندوں کی بیتابی دور ہوگئی اور وہ آرام کے ساتھ بیٹھ گئے"۔

10۔ قبولیتِ دعا کا لازمہ اور گر

حضرت غلام رسول صاحب راجیکی اپنی کتاب "حیاتِ قدسی" حصہ پنجم کے صفحہ 143 پر درود شریف کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"امت کی یہ دعا جو کہ درود شریف کے الفاظ میں پیش کی گئی ہے اور جو خدا تعالیٰ کے امر اور ارشاد کے ماتحت مانگی جاتی ہے ایک قبول شدہ دعا ہے اور اس کی قبولیت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت بھی دی گئی"۔

"حصن حصین" کے صفحہ 337 پر درج ہے اور حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ "دعا آسمان و زمین کے درمیان رکی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک اس کا کوئی حصہ بھی نہیں پہنچتا یہاں تک کہ تم اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر درود بھیجو (تب دعا قبول کی جاتی ہے)۔

"فضائل درود" کے صفحہ 76 پر درج ہے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ "جب تو دعا مانگا کرے تو اپنی دعا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی شامل کیا کر۔ اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود تو مقبول ہے ہی اور اللہ جل شانہ کے کرم سے یہ بعید ہے کہ وہ کچھ قبول اور کچھ رد کردے"۔

11۔ ساری دعاؤں کا بدل

ترمذی کی حدیث ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ اپنا ایک واقعہ پیش کرتے ہیں:۔

"ایک دن میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنی دعا کے وقت ایک بڑا حصہ حضورؐ پر درود بھیجنے میں صرف کرتا ہوں۔ بہتر ہو کہ حضورؐ ارشاد فرمادیں کہ میں اپنی دعا کے وقت میں سے کس قدر حصہ حضورؐ پر درود بھیجنے میں مخصوص کردوں۔

حبیب پاکؐ نے فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا ایک چوتھائی؟ فرمایا جتنا چاہو۔ اگر اس وقت میں اضافہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا نصف حصہ؟۔ فرمایا جتنا چاہو۔ اگر اس میں اضافہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی؟ فرمایا جس قدر چاہو۔ اگر اس میں اضافہ کرو تو تمہارے لئے اور بھی بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا آئندہ میں اپنی دعا کا سارا وقت حضورؐ پر درود کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس صورت میں تمہاری ساری ضرورتیں اور مرادیں پوری ہوں گی اور سب گناہ معاف ہو جائیں گے"۔

حضرت مفتی صاحب کی قابل رشک تقلید

حضرت مفتی محمد صادق اس حدیث کے متعلق بیان کرتے ہیں:۔

"یہ حدیث پڑھ کر مجھے بھی پرزو خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی ایسا ہی کروں۔ چنانچہ ایک روز جب کہ میں قادیان آیا ہوا تھا اور (بیت) مبارک میں حضرت (بانی سلسلہ) کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے عرض کیا کہ میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنی تمام خواہشوں اور مرادوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے درود شریف ہی کی دعا مانگا کروں۔ حضور نے اس پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور تمام حاضرین سمیت ہاتھ اٹھا کر اس وقت میرے لئے دعا کی۔ تب سے میرا اس پر عمل ہے کہ اپنی تمام خواہشوں کو درود کی دعا میں میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں اور یہ قبولیت دعا کا ایک بہت بڑا تجربہ میرے تجربہ میں آیا ہے"۔ (بحوالہ رسالہ "درود شریف" صفحہ 89)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں:۔

ہر کسے اندر نمازِ خود دعائے مے کند
من دعا ہائے بروبارِ تو اے باغ و بہار

یعنی ہر شخص اپنی نمازوں میں اپنے لئے دعائیں کرتا ہے۔ مگر اے حقیقی باغ اور بہار میں آپؐ ہی کے پھلوں اور پھولوں کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔

12۔ تحریر میں درود شریف اور فرشتوں کی دعائے بخشش

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی تحریر میں مجھ پر درود بھیجے گا اس کیلئے فرشتے اس وقت تک اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے رہیں گے جب تک میرا نام اس تحریر میں رہے گا"۔ (جلاء الافہام بحوالہ "رسالہ درود شریف" صفحہ 167)

درود شریف نہ پڑھنے والوں کیلئے وعید

"حصن حصین" صفحہ 334 پر یہ حدیث شریف میں درج ہے:۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اصل) بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا"۔

جلاء الافہام صفحہ 318 (بحوالہ "رسالہ درود شریف" صفحہ 167) پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ روایت درج کی گئی ہے:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مجھ پر درود شریف نہیں بھیجتا اس کا کوئی دین ہی نہیں"۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آئے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وسلم"۔

(براہین احمدیہ صفحہ 502 ح ح)

آج عالم اسلام جن دکھوں اور مصیبتوں کا شکار ہے اس کا علاج بھی اسی ایک درود شریف میں ہے۔ درد دل سے یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اے ہمارے پروردگار جو کچھ بھی ہے آخر یہ "آلِ محمدؐ" تو ہے۔ پس اپنے محبوب کے صدقے اس امت پر رحم کر اور ان کی آزمائشوں اور ان کے دکھوں کو ختم کر۔ کشمیر، فلسطین، بوسنیا یا دنیا کے دوسرے مسلمان ممالک میں جہاں جہاں بھی یہ مصیبتوں کا شکار ہیں ان پر رحم کر اور ساری دنیا کو دکھوں سے نجات بخش دے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے ہم سب کو حضرت سرورِ کائنات حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جذبہ سپاس و اخلاص کے ساتھ درود شریف بھیجنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بھیج درود اس مُحسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفٰے نبیوں کا سردار

محمدِ عربی بادشاہِ ہر دو سرا — کرے ہے روحِ قدس جسکے دَر کی دربانی
اُسے خدا تو نہیں کہہ سکیں پہ کہتا ہوں — کہ اُس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

درخواستِ دعا

اسیرانِ راہِ مولیٰ عرصہ دراز سے محض للہ قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہیں۔ نیز ان کے جملہ لواحقین محض اس وجہ سے پریشانیوں اور مشکلات میں ہیں۔

احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ اپنے ان اسیر بھائیوں کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں اور اسیران کے جملہ عزیزان کے [illegible] کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان پریشانیوں اور ابتلاؤں سے بجلد نجات دے۔

([illegible]

اس مقدس امانت کی حفاظت کرو

"پس خوشی اور مسرت اور عزم اور یقین کے ساتھ آگے بڑھو۔ (دعوت الی اللہ) کی جو جوت میرے مولیٰ نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزارہا احمدی سینوں میں یہ لو جل رہی ہے اس کو بجھنے نہیں دینا اس کو بجھنے نہیں دینا تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی قسم کہ اسکو بجھنے نہیں دینا۔ اس مقدس امانت کی حفاظت کرو۔ میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے مقدس نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم اس شمع نور کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا۔ یہ لو بلند تر ہو گی اور پھیلے گی اور سینہ بسینہ روشن ہوتی چلی جائے گی اور تمام روئے زمین کو گھیرے گی اور تمام تاریکیوں کو اجالوں میں بدل دے گی۔"

(الفضل ۲۲ اگست ۱۹۸۳ء صفحہ ۳)

دعوت الی اللہ ہر ایک پر فرض ہے

فرمایا:۔

ہم اپنے دکھوں کو دعوت الی اللہ کے ذریعہ ہی دور کر سکتے ہیں یہ طوعی چندے کی طرح نہیں ہے کہ نہ بھی ادا کیا تو خیر ہے بلکہ یہ ایک فریضہ ہے اور اس کی ادائیگی لازم ہے اور صرف یہ کہنا کہ ہم حسن خلق سے متاثر کر رہے ہیں اور دعوت الی اللہ میں حصہ نہ لینا یہ درست نہیں یہ بزدلی کا بہانہ ہے اور گریز کی راہ [illegible] وہ ایک طرف ہٹ [illegible]

([illegible]

ہائیکنگ

درّہ مزینو کا ٹریک

مکرم طارق احمد خان صاحب

مزینو پاس (17,640 فٹ) کے متعلق روایت ہے کہ چلاس کے لوگ اس درے کو وادیٔ استور اور روپل کو لوٹتے وقت استعمال کرتے تھے۔ نانگا پربت (8,125 میٹرز) کے پہلو میں واقع اس درے کو اب ایک مسلمہ ٹریک کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ ٹریک غیر ملکی ٹریکرز میں بہت مقبول ہے اور بڑی بڑی کمپنیاں یہ ٹریک کروانے کا اہتمام کرتی ہیں جب کہ اس مرتبہ ہمارا ہدف بھی یہی ٹریک تھا۔

بی (سید قمر سلیمان صاحب) اور میں طاہر صاحب کو لیتے ہوئے جگلوٹ پہنچے جہاں پر باقی ٹیم ڈاکٹر حامد صاحب کی قیادت میں موجود تھی۔ جس میں دو فرنچ لڑکیاں بھی شامل ہو چکی تھیں۔ نالہ استور کے کنارے کنارے سفر کے بعد استور، گدائی اور چرت سے گزر کر ترشنگ جا پہنچے جہاں سے پیدل ٹریک شروع ہوتا ہے۔

چھونگرا اور رائیکوٹ کی چوٹیوں کے دامن میں یہ قصبہ 9500 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ جب کہ ان دونوں چوٹیوں پر عظیم اور خطرناک نانگا پربت سایہ فگن ہے۔ ترشنگ سے آخری تیاریوں کے بعد نکلے تو سامنے ہی ایک سیدھی چڑھائی نظر آئی جس کے دوسری طرف بہت بڑا گلیشئر پھیلا ہوا ہے۔ ہماری ساتھی لڑکیوں میں PUSKELA ہلکے پھلکے جسم کی اور بہت تجربہ کار اور تربیت یافتہ ٹریکر تھیں جب کہ GOGINE نسبتاً بڑی جسامت کی مگر چلنے میں بہت اچھی مگر ڈھلان پر گھبرا جاتی تھیں۔ پہلے دن ہی ان کا نام ان کی صحت کی مناسبت سے گوگا رکھ دیا گیا تھا۔

گلیشئر عبور کرنا خاصا خطرناک تھا۔ مگر ہم لوگ بخیریت روپل نامی گاؤں پہنچ گئے۔ روپل کے بعد ایک مرتبہ پھر ہمیں بژن (BIZHIN) گلیشئر عبور کرنا تھا۔ یہ سب سے بڑا اور زیادہ خطرناک تھا۔ دوسری جانب ایک سرسبز جگہ پر POLISH بیس کیمپ تھا۔ جس کے بعد ایک مرتبہ پھر سیدھی چڑھائی جس کے بعد دوسری جانب ایک وسیع میدان پھیلا ہوا تھا۔ اس میدان کو ٹپ، ٹاپ، ٹاپنی کے علاوہ جرمن بیس کیمپ لاتھبو اور شیگری بھی کہتے ہیں۔

جرمن کوہ پیما ڈاکٹر ہرلگ کوفر نے نانگا پربت سر کرنے کے لئے اسی جگہ سے آغاز کیا تھا۔ یہاں پر ایک بڑے پتھر پر اس پہاڑ کو سر کرنے کی کوشش میں جان دے

ڈالنے والے کوہ پیماؤں کے نام بھی کھدے ہوئے ہیں جن میں میجر نوری کا نام بھی شامل ہے۔ اس میدان کی اوسط بلندی 12000 فٹ ہے۔ یہاں سے نانگا پربت کی چوٹی بالکل عمودی چڑھائی پر نظر آتی ہے۔ یہ دنیا میں کسی بھی پہاڑ کا سب سے بڑا سیدھا FACE ہے۔ یہاں پر ہماری ملاقات مشہور برطانوی کوہ پیما DOUG SCOTT جو FREE CLIMB کے ماہر سمجھے جاتے ہیں سے ہوئی جو اس FACE کو سر کرنے کے لئے آئے تھے۔

نانگا پربت کے سائے تلے ہمارے کیمپ بہت خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔ دوسرے روز کا راستہ آسان اور بتدریج تھوڑی چڑھائی والا تھا۔ دوپہر کا کھانا ایک جنگل میں چھوٹی سی ندی کے کنارے کھایا گیا۔ جسکے بعد ہم ایک اور وسیع میدان جس میں پانی کی چھوٹی چھوٹی ندیاں گزر رہی تھیں سے گزرتے ہوئے ایک قدرے سخت چڑھائی پر جا چڑھے۔ یہاں کا منظر انتہائی دلکش تھا۔ سامنے روپل، للی اور سب سے بڑی توشین TOSHAN چوٹی برف سے لدی ہوئی تھی اور سامنے حد نگاہ تک توشین گلیشئر پھیلا ہوا تھا۔ اترائی کا راستہ عجیب نالی نما تھا جس میں پیر مٹی سے بھر جاتے تھے۔ آگے راستہ قدرے ہموار مگر پتھروں پر سے گزرتا ہوا 13,600 فٹ کی بلندی پر مزینو BASE CAMP تک جا پہنچا۔

اگلے روز شروع میں ہی پھر باریک پتھروں والی عمودی چڑھائی تھی۔ راستہ بتدریج دائیں ہاتھ سے گھومتا جاتا ہے۔ پچھلے دنوں کے آسان راستے کے بعد اب صرف پتھروں اور برف پر چڑھائی ہی چڑھائی تھی۔ ایک جگہ پتھروں کی چھوٹی چھوٹی دیواریں کیمپ کی جگہ دکھائی دیتی تھیں۔ ساتھ میں پانی بھی موجود تھا۔ ہم لوگ یہاں پہنچ کر باقی لوگوں کا انتظار کرنے لگے۔ روزانہ کی ترتیب کچھ اس طرح تھی کہ میں، بی اور طاہر صاحب گوگین اور پسکیلا کے ساتھ عموماً ایک پورٹر (ابراہیم) بھی ہمارے ساتھ ہوتا تھا۔ جب کہ دوسرا گروپ ڈاکٹر حامد، ڈاکٹر فہیم، ظفری اور مبارک پر مشتمل تھا۔ دوسرا پورٹر محبوب ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ منصور ظفر جو بہت اچھے ٹریکر تھے کبھی ہمارے ساتھ اور کبھی پچھلے گروپ کے ساتھ چلتے تھے۔

ڈاکٹر حامد جتنے ہلکے اور فٹ جسم کے مالک ہیں دوسری طرف ان کے ساتھ ظفری اتنے ہی بھاری بھرکم، جس کی وجہ سے رفتار خاصی سست ہو جاتی تھی۔ بہرحال وہ لوگ بھی تقریباً 3/4 گھنٹے بعد اس HIGH CAMP تک پہنچ گئے۔ 15,100 فٹ کی بلندی پر رات یخ بستہ تھی۔ صبح تک خیموں کے اوپر اور نالے میں موجود پانی پر برف کی تہہ جم چکی تھی۔

آج کا دن یعنی ٹریکنگ کا چوتھا دن سخت اور مشکل ترین تھا۔ راستہ برف کے علاوہ بڑے بڑے پتھروں کی وجہ سے خصوصاً پیروں کو بہت زیادہ تھکا دینے والا تھا مگر جلد ہی ہمارا گروپ مزینو پاس سے چند میٹرز نیچے تک جا پہنچا جہاں پر ایک مرتبہ پھر عمودی چڑھائی تھی۔ یہ چڑھائی بھی سر کرلی گئی جہاں پر دوسری جانب دور دور تک برف ہی برف تھی۔ یہاں بھی کافی دیر تک انتظار کے بعد پورٹر ظفری کا سامان منگوایا اور پھر آخر میں وہ خود پہنچے۔ یہاں پر ہر طرف اور ہر قسم کے گروپ بنا بنا کر تصویریں کھینچی

گئیں۔ اگرچہ اب مزید چڑھائی نہیں تھی مگر ہمیں ابھی اس راستے کا مشکل ترین حصہ طے کرنا تھا۔ اس لئے چوٹی پر پہنچنے والی خوشی تو ہو رہی تھی مگر اطمینان نہیں تھا۔

چند میٹرز مٹی اور بجری میں اترنے کے بعد سامنے ایک ڈھلوان برف سے پر تھی۔ جہاں پر سے رسی کے ذریعے اترنا تھا۔ ڈاکٹر حامد نے ایک بڑے سے پتھر پر رسی باندھ دی اور خود کنٹرول سنبھال لیا۔ سب سے پہلے طاہر صاحب اترے۔ انہوں نے جہاں رسی کھولی وہاں سے آگے بھی راستہ خطرناک تھا اور بوٹوں پر CRAMPONS ہونا ضروری تھے۔ ان کا پاؤں بھی ایک دو مرتبہ پھسلا مگر وہ بخیریت نیچے ہموار برف تک پہنچ گئے۔ انہوں نے ڈاکٹر حامد صاحب کو بتایا کہ باقی لوگوں کو ذرا دوسری جگہ اتاریں مگر ہمیں پہلے ہی دیر ہو رہی تھی۔ میری ڈیوٹی ڈاکٹر حامد صاحب نے یہ لگا رکھی تھی کہ میں اوپر سے گرنے والے پتھروں کا خیال رکھوں۔

طاہر صاحب، ڈاکٹر فہیم، پسکیلا، بی اور ابراہیم نیچے ہموار جگہ تک جا پہنچے جب کہ میں اور ظفری ابھی ڈھلان پر تھے۔ مزید کچھ اوپر مبارک اور گوگین موجود تھے جب کہ ڈاکٹر حامد اور منصور ظفر کو سب سے آخر میں آنا تھا۔ طاہر صاحب جو سب سے پہلے اترے تھے اور ہماری پوزیشنوں سے واقف تھے اسلئے مزید آگے کی کہانی ان سے سنیئے۔

"میں جب اتر کر ہموار جگہ تک پہنچا تو چاروں طرف برف ہی برف تھی۔ منظر اتنا شاندار اور دلکش تھا کہ بے ساختہ خدا کی حمد کرنے کو جی چاہتا تھا۔ فرطِ جذبات میں، میں نے سب سے پہلا یہ کام کیا بلکہ مجھ سے یہ کام ہوا کہ میں بلند آواز میں اذان دے ڈالی۔ مجھے یہاں کا ذرہ ذرہ اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔

باقی دوست بھی باری باری اتر رہے تھے۔ طارق جو ہمارے گروپ کے سب سے کم عمر رکن ہیں گو کہ پورے ٹرپ پر ہی بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے تھے مگر یہاں رسی پر بہت عمدہ طریقے سے اترے۔ میں یہ بات پسکیلا سے کر ہی رہا تھا کہ طارق کا پیر پھسلا اور وہ لڑھکنے لگے۔ ظفری بھی برف پر پھسلتے ہوئے آ رہے تھے جب کہ راستہ میں ایک جگہ برف میں سے کچھ بڑے بڑے پتھر نکلے ہوئے تھے۔ طارق ٹھیک ان پتھروں پر جا کر رکے مگر پریشانی کے باوجود مجھے اندازہ ہو گیا کہ خدا نے انہیں بڑی چوٹ سے بچا لیا ہے۔ میں نے فوراً ظفری کو بھی منع کیا اور کہا کہ آپ لوگ ایک جگہ کھڑے رہیں اور ابراہیم (پورٹر) کو کہا کہ تم جا کر انہیں راستہ بنا بنا کر نیچے لے آؤ۔ اسی چیخ و پکار میں ظفری نے دوبارہ پھسلنا شروع کر دیا اور اچانک ان کی رفتار تیز ہو گئی اور پھر درحقیقت مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے انہیں زمین کھا گئی ہے۔ یکدم تو کچھ سمجھ ہی نہیں آئی۔ پھر ہوش بحال ہوئے تو اس خوفناک حقیقت کا اظہار ہوا کہ انہیں کسی برفانی دراڑ نے نگل لیا ہے۔ مجھے اپنے وجود سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ پسکیلا میرے قریب ہی موجود تھیں انہوں نے مجھے تسلی دی اور ہم اس جگہ کی جانب بڑھنے لگے جہاں ظفری گم ہو چکے تھے۔

طارق اس جگہ سے قریب ترین تھے۔ بمشکل تمام ہم لوگ بھی وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ تین چار فٹ نیچے گڑھے

میں برف ہی برف نظر آتی ہے اور ظفری کا کچھ سراغ نہیں۔ آواز یا نظر کسی قسم کا رابطہ نہیں تھا اور عملاً برف میں دور کہیں نیچے دب چکے تھے۔ طارق، میں، پسکیلا اور ابراہیم وہاں حواس باختہ اور حیران و پریشان کھڑے تھے۔ ڈاکٹر حامد اور منصور اوپر تھے جب کہ ایک گروپ راستے میں کھڑا تھا۔ ایسے میں طارق کو ظفری کی کراہ سنائی دی۔ ہماری حالت لاچاری کی تھی کہ ہم کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے۔ اتنے میں گڑھے میں تھوڑی سی برف گرتی دکھائی دی اور تھوڑا سا سوراخ بن جانے سے نیچے دور کہیں ہلکی ہلکی کراہیں سنائی دینے لگیں۔ اسی اثناء میں رسی آ گئی جو فوراً گڑھے میں پھینک دی گئی۔ نیچے کہیں ظفری نے اسے پکڑلیا اور کچھ کوشش کے بعد HARNESS کو کندھوں میں پھنسالیا۔ ان کی کوشش ہمارے لئے بہت حوصلہ افزا اور خوش کن تھی۔ سب نے مل کر زور لگایا تو وہ آہستہ آہستہ اوپر آنے لگے یہاں تک کہ ہم نے انہیں دیکھ لیا۔

ہم لوگ ایک ڈھلان پر کھڑے زور لگانے کی کوشش کر رہے تھے جب کہ برف کا زاویہ بہت خطرناک تھا اور زور لگانا بہت مشکل۔ ساتھ ہی ساتھ رسی گڑھے کے کنارے برف میں دبتی جاتی تھی۔ ہمیں ابھی تک ظفری کی جسمانی حالت کا صحیح علم نہ تھا۔ بہرحال ان کو زندہ پا کر بہت خوشی تھی۔ جلد ہی وہ ہم سے صرف چند فٹ دور رہ گئے مگر یہاں سے مزید زور لگانا ممکن نہیں تھا۔ رسی بھی بالکل برف میں دب چکی تھی۔ ہمارے ہاتھ بھی یخ ہو چکے تھے۔ ایسے میں ظفری کی آہ و زاری ناقابل برداشت تھی کیونکہ وہ تقریباً آدھ گھنٹے سے برف میں رہنے کی وجہ سے یخ بستہ اور رسے کے سہارے کندھوں کے زور لٹکنے کی وجہ سے انتہائی تکلیف دہ حالت میں تھے۔ اللہ اکبر کے نعرے کے ساتھ زور لگاتے ہوئے سب کے دل سے آہیں نکل رہی تھیں مگر ہمارے لئے انہیں مزید کھینچنا ممکن نہ تھا۔

ڈاکٹر حامد اتنے میں جائے حادثہ تک آپہنچے اور انہوں نے کمال حوصلہ اور مہارت سے کام لیتے ہوئے ایک ICE AXE برف میں گاڑ کر اس کے اوپر سے رسی گزارتے ہوئے ظفری کو بھی ہمارے ساتھ اوپر زور لگانے کو کہا۔ چند لمحوں بعد ہم ایک منجمد ظفری کو باہر نکالنے میں کامیاب ہوگئے۔ وہ بالکل برفیلے انسان نظر آرہے تھے۔ منتیں مرادیں مانتے ہوئے ان کے برف سے بھیگے ہوئے کپڑے اتار کر خشک کپڑے پہنائے گئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے انہیں کوئی شدید چوٹ نہیں لگی تھی۔

اس حادثے کے متعلق انہوں نے بتایا کہ وہ پھسلتے ہوئے نیچے آرہے تھے کہ اچانک ان کے نیچے سے زمین جیسے سرک گئی ہو۔ چند لمحے تو یوں محسوس ہوا جیسے بذریعہ لفٹ نیچے جا رہے ہوں مگر پھر نیم بے ہوشی کی حالت میں خود بخود سوراخ تنگ ہوجانے کے باعث برف میں پھنس کر رک گئے۔ چند لمحوں کی حواس باختگی کے بعد انہیں ہوش آیا تو ہر طرف برف اور اندھیرا تھا۔ ایسے میں انہیں اپنی موت کا یقین ہوگیا۔ مگر جلد ہی حواس بحال ہونے پر انہوں نے اپنے سر پر سے برف ہٹانے کی کوشش کی تو تھوڑی سی روشنی نظر آنے لگی اور یہی روشنی ان کے لئے زندگی کی کرن بن گئی۔

ظفری کا سامان بھی اب ہمیں اٹھانا تھا بلکہ خود

انہیں سہارا دینا تھا۔ مگر ان کے زندہ بچ جانے کے بعد یہ سب کچھ بہت آسان لگ رہا تھا۔ ہماری منزل لوئبا (LOIBA) ابھی بہت دور اور نیچے تھی۔ 13,800 فٹ کی بلندی پر نالے کے کنارے پر یہ ایک مختصر سی ہموار جگہ تھی جہاں بڑی بڑی جھاڑیاں تھیں۔ سب لوگ دن بھر کی تھکان اور حادثے کے باعث کھانا کھائے بغیر ہی سونے کے لئے خیموں میں گھس گئے۔ آگے کا راستہ لمبائی کے علاوہ آسان ہی تھا۔ ایک رات زنگوٹ (ZANGOT) سے آگے جل (JALL) نامی جگہ پر گزاری اور اگلے دن دیامیروئی سے ہوتے ہوئے بونر تک پہنچنا تھا جو قراقرم ہائی وے پر ہے۔

بونر میں چائے تک کا انتظام نہیں ہے۔ اب یہاں سے گلگت کے لئے سواری کا انتظام بھی خاصا ناخوشگوار کام تھا۔ بہرحال گلگت پہنچے۔ فرید احمد تبسم صاحب جو بہت ملنسار اور نوجوان مربی ہیں کے ہاں جا پہنچے۔ واپسی کی سیٹیں بک کروانے اور پسکیلا اور گوگین سے الوداع ہونے کے بعد کچھ وقت شاپنگ اور گلگت کی سیر کے لئے وقف کیا۔

واپسی سے پہلے تمام افراد کے ذمے نوافل کی ادائیگی بھی شامل تھی کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ ٹریک باوجود ایک انتہائی خطرناک حادثے کے، بخیر و عافیت مکمل کرنے کی توفیق دی"۔ (الحمدللہ)

اعلانِ ولادت

مکرم برادرم راجہ منیر احمد خان صاحب مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحم کے ساتھ ۳۰۔ مارچ ۱۹۹۳ء کو بچی سے نوازا ہے۔ نومولودہ کا نام "مریم صدیقہ راجہ" تجویز ہوا ہے۔ بچی مکرم صوبیدار (ریٹائرڈ) راجہ محمد مرزا خان صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ کی پوتی اور مکرم راؤ محمد اکبر خان صاحب آف گنگا پور ضلع فیصل آباد کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث، دین کی خادمہ اور صالحہ بنائے۔ آمین

بقیہ از ص 14

سے تمتما اٹھا۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ آخری فقرہ جو آپؐ کی زبان مبارک سے سنا گیا وہ یہ تھا کہ اے میری امت کے لوگو! نماز اور غلاموں کے متعلق میری تعلیم کو فراموش نہ کرنا۔

اللھم صل علیٰ محمدؐ و علیٰ آل محمدؐ و بارک وسلم انک حمید مجید.

بقیہ از ص 29

سے کوئی آواز اٹھے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کی پروٹون کی تھیوری کامیاب ثابت ہو گئی ہے اور سائنس کی دنیا میں انقلاب آ گیا ہے۔ اس سے پہلے کہ ایسی کوئی منحوس خبر ہمارے کانوں تک پہنچے اور ہمیں شرم سے ڈوبنے کے لئے شرم کے دریا کا کنارا بھی نہ ملے ڈاکٹر صاحب کو بھول جانا چاہئے!"

ہفت روزہ تصویرِ پاکستان (3) 11 جون 1993ء

ڈاکٹر عبدالسلام کو بھول جانا چاہیئے؟

بین الاقوامی شہرت یافتہ اور نوبل پرائز حاصل کرنے والے احمدی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب آجکل صاحب فراش ہیں۔ انکی صحتِ کاملہ وعاجلہ کی دعا کی درخواست کے ساتھ ایک تراشہ پیشِ خدمت ہے۔ (مدیر)

"چند ہفتے پہلے کراچی کے ایک انگریزی روزنامے میں اردشیر کاؤس جی کے کالم میں ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں پڑھ کر پریشانی ہوئی کہ ان کی صحت ٹھیک نہیں ہے اور وہ روم میں ہسپتال میں داخل ہیں۔ کاؤس جی نے لکھا تھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام جیسے عظیم انسان اور سائنس دان کے ساتھ ہمارا قومی رویہ قابل شرم ہے۔ حکومتی سطح پر کسی نے ڈاکٹر صاحب کی عیادت نہیں کی اور روم میں پاکستان کے سفیر اپنے قیمتی وقت میں سے ڈاکٹر صاحب کی عیادت کے لئے وقت نہیں نکال سکے۔

اردشیر کاؤس جی کے کالم کے بعد میں قومی پریس میں ڈاکٹر عبدالسلام کی صحت کے بارے میں خبر تلاش کرتا رہا، لیکن اردو پریس میں اس بارے میں کہیں بھی پڑھنے کے لئے ایک لفظ نہ ملا۔

کاؤس جی انگریزی زبان کے صاحب طرز اور منفرد اسلوب کے کالم نگار ہیں۔ خوبصورت تحریریں پڑھنے کے شائقین ان کے انتہائی نرم ونازک سینس آف ہیومر سے لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ پاکستان میں جب کبھی کوئی نیا حکمران آتا ہے وہ کاؤس جی کو یاد کرنا نہیں بھولتا۔ ذوالفقار علی بھٹو 1977ء کی الیکشن مہم کے لئے کاؤس جی سے کروڑوں کا قرضہ لے کر آئے اور ضیاء الحق کے ہاتھوں پھانسی کے تختے تک پہنچے۔ قرضے کی واپسی کے لئے زندہ رہنا ضروری ہوتا ہے۔ ضیاء الحق نے کاؤس جی کو کراچی بندرگاہ کے لئے چیئرمین بننے کی پیش کش کی تھی۔ کاؤس جی اپنے انگریزی کالموں میں حکمرانوں کے ساتھ بڑی پیاری پیاری باتیں کرتے رہتے ہیں جو کلام نرم ونازک کی طرح بے اثر رہتی ہیں۔

چند برس پہلے میں نے ان سے پاکستان کی سیاسی صورتحال کے متعلق دریافت کیا تو کہنے لگے کہ پاکستان کھجوروں کا ایک باغ ہے۔ جس کو ٹھیکے پر لینے کے لئے ٹھیکیداروں میں کشمکش جاری رہتی ہے۔ کوئی ٹھیکیدار یہ باغ ٹھیکے پر لے لیتا ہے اور جب باغ میں تمام کھجوریں پک کر تیار ہو جاتی ہیں وہ پکے ہوئے پھل کھا کر خالی باغ چھوڑ کر اپنا راستہ ناپتا ہے۔ پھر نیا ٹھیکیدار آتا ہے اور یہی کام کرتا ہے۔ ایک ٹھیکیدار ایسا آیا کہ جس نے پھلوں کے ساتھ آدھا باغ بھی فروخت کر دیا۔

کاؤس جی نے ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں لکھتے ہوئے کہا ہے کہ ہمیں شرم سے ڈوب مرنا چاہئے۔ میں کاؤس جی سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے بارے میں کھجوروں کے باغ کی کہانی وہ کیوں بھول گئے ہیں۔ ٹھیکیداروں کو ابھی پکے ہوئے میوے کھانے سے فرصت نہیں۔ وہ اپنے اپنے ٹھیکوں کو لینے اور دینے میں مصروف ہیں۔ اس ماحول شرمناک کھیل میں ڈاکٹر عبدالسلام کی فکر کون کرے گا۔ کس کے پاس وقت ہے۔ کس کی یاد میں ڈاکٹر عبدالسلام زندہ ہے۔ آخر یہ ڈاکٹر عبدالسلام کون ہے؟۔

میں پاکستان کے حکمرانوں، سیاستدانوں، دانشوروں، صحافیوں، سیاسی تجزیہ نگاروں، اخباروں کے ایڈیٹروں، خوبصورت رنگوں سے مزین ماہ ناموں کے ایڈیٹروں، پروفیسروں، سائنس دانوں، طالب علموں، انسانی حقوق کی تنظیموں، بڑے بڑے اعلیٰ دماغ دانشوروں، دائیں اور بائیں بازو کے سیاسی کارکنوں سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ بہت مختصر سوال۔

ڈاکٹر عبدالسلام کون ہیں؟

میں یہ نہیں پوچھنا چاہتا کہ وہ کہاں ہیں اور کس حالت میں ہیں۔ کیوں کہ یہ ہمارا مسئلہ ہی نہیں ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم یہ تلاش کریں کہ اسمبلی کا اغوا شدہ سیکرٹری کہاں ہے۔ فلاں رکن پارلیمنٹ کس کے ساتھ ملاقات کر رہا ہے اور فلاں وقت میں دوسرا رکن کہاں پر موجود ہے۔ ہمیں اپنے اقتدار اور اپنی کرسی کی فکر ہے اور اس کے لئے ہم تمام جمہوری آئینی اور اخلاقی قدروں کو پامال کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام سے ہمارا کیا تعلق ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں نوبل انعام حاصل کرنے پر بھی کوئی فخر نہیں۔ ہم فزکس میں ترقی کر کے کیا کریں گے۔ ہم کرکٹ میں عالمی کپ جیت چکے ہیں۔ وہ ہمارے لئے کافی ہے ہم صبح سے شام تک شیخی بگھار سکتے ہیں۔ ہم دنیا کی سب سے بہادر قوم ہیں۔ دنیا کے سب سے بڑے موسیقار، گانے والے اور کھیلنے والے ہمارے پاس ہیں۔ دنیا کا سب سے بڑا ڈیم ہمارے ملک میں ہے۔ ہم دنیا کی سب سے اعلیٰ کپاس پیدا کر کے دوسروں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ کھیلوں کا سب سے اچھا سامان ہم تیار کرتے ہیں ہم جس ملک کو چاہیں فتح کر سکتے ہیں۔ دہلی پر اپنا جھنڈا لہرانا ہماری مرضی پر منحصر ہے۔ بقول شاہین عتیق الرحمان پورا ملک سلطان راہی بنا ہوا ہے۔ بڑھکیں مارتا ہے تو ارد گرد کے ملک بھی سہم جاتے ہیں۔ ہم سے بہتر کوئی بھی نہیں ہے۔

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ پورے ملک میں صرف کراچی والوں کو ڈاکٹر عبدالسلام کی اتنی فکر کیوں ہے۔ رضیہ بھٹی ایڈیٹر نیوز لائن نے بھی ڈاکٹر صاحب پر ایک مضمون شائع کر دیا ہے اور ایڈیٹوریل بھی لکھ دیا ہے ایڈیٹر کے نام مراسلے بھی شائع کر دیئے ہیں۔ انگریزی صحافت اور کراچی کو ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں بے حد تشویش ہے۔ اردو صحافت کے لئے ڈاکٹر صاحب کوئی مسئلہ ہی نہیں ہیں۔

آج کل صدر پاکستان بظاہر فارغ نظر آتے ہیں انہیں چاہئے تھا کہ غلام اسحاق خان سائنس انسٹی ٹیوٹ کی خاطر اور نسبت سے ہی ڈاکٹر عبدالسلام کی خیریت دریافت کر لیتے۔ پاکستان کے بحال وزیر اعظم نواز شریف کے پاس کرکٹ کھیلنے کا وقت ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ اس ملک کا ایک عظیم سائنس دان روم میں ہسپتال میں پڑا ہے اور جس کی صحت کے متعلق پورا یورپ پریشان ہے۔ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو کی پارٹی میں ثقافت اور کلچر کے علیحدہ شعبے قائم کئے گئے ہیں، لیکن پیپلز پارٹی کو سائنس اور ٹیکنالوجی کی قطعی ضرورت نہیں۔۔ آصف زرداری واپڈا کے وزیر تھے۔ شاید انہوں نے پانی کی چکی سے بجلی پیدا کرنے کا کوئی منصوبہ بنایا ہو۔

ہمارے سیاست دانوں کو وزارت اور حکومت کی ضرورت ہے ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان آئیں یا نہ آئیں، وہ صحت مند رہیں یا بیمار۔ ہمیں اس بات سے کیا غرض ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے نوبل انعام حاصل کر کے اگر پاکستان کا دنیا میں نام بلند کیا ہے اور تمام اسلامی دنیا میں وہ اکیلے مسلمان سائنس دان ہیں جنہوں نے نوبل انعام حاصل کیا ہے تو اس کے لئے حکمرانوں نے ان کے آگے ہاتھ تو نہیں جوڑے تھے کہ وہ ضرور نوبل انعام حاصل کریں۔

یہ ڈاکٹر صاحب کی اپنی مرضی تھی ہمیں چاہئے کہ ہم جلد از جلد انہیں بھول جائیں۔ فراموش کر دیں اس سے پہلے کہ یورپ

نمایاں کامیابی

مکرم مبارک احمد صاحب خالد مینیجر و پبلشر ماہنامہ خالد/تشحیذ الاذہان کی صاحبزادی عزیزہ مکرمہ صادقہ بشریٰ صاحبہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میٹرک کے امتحان میں 764 نمبر لے کر گورنمنٹ نصرت گرلز ہائی سکول میں اول آئی ہیں (واضح ہو کہ فیصل آباد بورڈ میں سوم آنے والی طالبہ کے 766 نمبر ہیں)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز بچی اور اس کے خاندان کے لئے مبارک کرے اور دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازے اور علم و عمل کے میدان میں نمایاں کامیابی بخشے آمین

(مدیر خالد)

سائنس کارنر

جہانِ نو

لیزر

لیزر جیسا کہ اس کے متعلق عام رائے ہے کوئی ماورائی ایجاد یا کوئی فوق العقل چیز نہیں بلکہ صرف عام روشنی کی ایک طاقتور قسم ہے۔ اصل میں لیزر کا نام آتے ہی ہمارے ذہنوں میں وہ ناول یا فلمیں گردش کرنے لگتی ہیں جن میں دوسری دنیا کی مخلوق کو لیزر ہتھیاروں سے لڑتے دکھایا جاتا ہے اور عام آدمی یہ سمجھتا ہے کہ شاید یہ کوئی دوسری دنیا سے برآمد شدہ چیز ہے۔

اگرچہ لیزر کی تیاری کے مراحل کافی پیچیدہ ہیں مگر اس کی بنیادی اساس جس اصول پر ہے وہ انتہائی سادہ ہے۔ چند مخصوص کیمیائی اجزاء میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ اگر ان پر روشنی ڈالیں تو وہ اسے پہلے جذب کر لیتے ہیں اور پھر اس میں کچھ تبدیلیاں کر کے خارج کرتے ہیں۔ اسی خارج شدہ روشنی کو آئینوں کے زریعہ بار بار منعکس کر کے اسی پتھر یا کیمیائی جزو پر دوبارہ پھینکا جاتا ہے جس سے اس روشنی کی شدت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اب اس انتہائی شدید روشنی کی کرن کو لیزر گن سے باہر حاصل کر لیا جاتا ہے اور مختلف مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

ہماری آجکل کی زندگیوں میں لیزر بہت اہم مقام حاصل کرتا جا رہا ہے۔ بہت سے شعبوں میں اس اہم ایجاد نے اپنے قدم جمائے ہیں۔ اس کا سب سے اہم استعمال طب کے شعبے میں ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں دماغ کی رسولیوں یا ٹیومر کا آپریشن انتہائی خطرناک سمجھا جاتا ہے لیکن لیزر کے استعمال سے بغیر آپریشن کے ٹیومر کو انتہائی موثر طریقے سے ختم کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح گردے اور پتے پتھریوں کا علاج اور کینسر جیسے موذی مرض کا علاج اس ایجاد کی بدولت انتہائی سہل اور محفوظ ہو گیا ہے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کی دنیا میں لیزر کا استعمال بہت وسیع ہے۔ دھات کی کٹائی سے لیکر دھات کی سطح کی رگڑائی، باریک سے باریک سوراخ بنانا، سخت سے

سخت دھات کاٹنا یہ سب کام جو پہلے انتہائی مشکل تھے لیزر کی مدد سے بہت آسان ہو گئے ہیں۔

لیزر کو جنگی مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ مصنوعی سیاروں یا جہازوں کی مدد سے رات کے وقت دشمن کی نقل و حمل یا اس کی تعداد کا اندازہ لگانا ہو اور اس کی تنصیبات پر ٹھیک ٹھیک نشانے لگانے مقصود ہوں تو لیزر سے اچھا کوئی جاسوس نہیں۔ اس کے علاوہ طاقتور لیزر بیم (BEAM) میزائلوں اور راکٹوں کو تباہ کرنے کے کام بھی آتا ہے۔

گویا لیزر ایک انتہائی طاقتور ہتھیار کی حیثیت سے ہمارے پاس موجود ہے۔ اب یہ ہم پر ہے کہ اسے انسان کی بھلائی میں استعمال کریں یا اس کی تباہی کی خاطر۔ اس اہم ایجاد کی طاقت اپنے ساتھی انسانوں کی جان بچانے میں استعمال کریں یا ان کی جان لینے میں فیصلہ خدا نے انسان کے ہاتھ میں دیا ہے۔

کمپیوٹر وائرس

موجودہ دور کو کمپیوٹر کا دور کہا جاتا ہے۔

ساری دنیا کی طرح پاکستان میں بھی اب روز بروز زیادہ سے زیادہ لوگوں کی کمپیوٹر کے متعلق معلومات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے میں ایک چیز جو اکثر سننے میں آتی ہے اور شاید جس کی حقیقت کے متعلق بہت زیادہ لوگ واقف نہ ہوں وہ ہے کمپیوٹر وائرس۔

وائرس تو اکثر لوگ جانتے ہیں کہ ایک جاندار جرثومے کا نام ہے جو بہت سی بیماریوں کا موجب بنتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ نیا نیا کمپیوٹر کا علم حاصل کرتے ہیں وہ یہی سمجھتے ہیں کہ شاید کمپیوٹر وائرس بھی اسی طرح کا کوئی جاندار ہوگا۔ جیسے ایک صاحب جنہوں نے نیا نیا کمپیوٹر خریدا تھا اپنے دوست کو دکھانے لگے۔ دوست کو اتنے میں چھینک آگئی۔ تو بولے۔ "بھئی دور ہٹ کر چھینکو۔ میرے کمپیوٹر میں وائرس چلا جائے گا"۔

اصل حقیقت اس سے مختلف ہے۔ کمپیوٹر وائرس دراصل ایک چھوٹا سا پروگرام (کمپیوٹر پروگرام) ہے جس کا کام صرف اور صرف دوسرے پروگراموں میں گڑبڑ پیدا کرنا اور انہیں خراب کرنا ہے۔ صرف یہی نہیں کمپیوٹر وائرس ڈسک (DISK) کو خراب کرنے کا بھی موجب ہوتا ہے۔ اس کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ یہ ایک تو چھپ کر رہتا ہے اور دوسرے موقع ملنے پر فوراً اپنے جانشین پیدا کر دیتا ہے یعنی MULTIPLY کرتا ہے۔

کمپیوٹر وائرس آج سے 20 - 25 برس قبل کی ایجاد ہے ان کے دو بڑے ماخذ ہیں۔ ایک تو بڑی بڑی کمپیوٹر سافٹ ویئر پروگراموں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے وائرس بھی چھوڑ دیتی ہیں تاکہ ان کے پروگراموں کی غیر قانونی نقل نہ ہو سکے اور اگر ہو تو یہ وائرس نقل کرنے والے کا ناک میں دم کر دیں۔ دوسرے چند انتہائی ذہین دماغ یعنی بہت اچھے پروگرامر محض شرارت کے نقطہ نظر سے ایسے وائرس بناتے اور انہیں پھیلا دیتے ہیں۔ بلاشبہ وائرس بنانا انتہائی ذہانت کا کام ہے۔

کمپیوٹر وائرس سے کئی طرح کے نقصان ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ قسمیں تو DISK کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں اور اس پر موجود پروگراموں کا ملبہ بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ پھر جب بھی یہ ڈسک کسی کمپیوٹر میں استعمال کی جائے یہ اس کمپیوٹر پر سوار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح یہ کہیں کے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ کمپیوٹر کی MEMORY کو بھی تباہ کرتے ہیں۔

اگر آپ کا پروگرام آپ کو بدلا بدلا نظر آئے۔ یا اس کے چلانے میں وقت زیادہ لگے یا آپ کا پروگرام سوال گندم جواب چنا کے مصداق الٹی سیدھی حرکتیں کرنے لگے یا آپ کے کمپیوٹر کی MEMORY آپ کو کم کم محسوس ہو یا آپ کا کمپیوٹر آپ کی ہدایات ماننے سے انکار کر دے۔ سکرین پر الفاظ بے ربط ہونا شروع ہو جائیں یا نیچے گرنا شروع ہو جائیں یا اور کوئی ایسی بات جو آپ کو غیر معمولی لگے تو سمجھ لیجیئے کہ آپ کی ڈسک (DISK) پر وائرس آچکا ہے۔

کمپیوٹر وائرس سے بچاؤ کے کئی طریقے ہیں۔ یہ بات بہت اہم ہے کہ کمپیوٹر وائرس سے پہنچایا گیا نقصان عموماً عارضی نوعیت کا ہوتا ہے۔ مثلاً آپ کمپیوٹر کا سوئچ بند کر دیں تو اس کی میموری میں موجود وائرس تباہ ہو جائے گا۔ اسی طرح اسی ڈسک کو FORMAT کرنے یا عام زبان میں اگر کہا جائے تو کمپیوٹر کی مدد سے ڈسک کی صفائی کرنے سے وائرس تو ختم ہو جاتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ آپ کے بنائے ہوئے پروگرام جو اس ڈسک میں موجود تھے وہ بھی ختم ہو جاتے ہیں اور آپ کو سارا کام نئے سرے سے کرنا پڑتا ہے۔

آج کل بازار میں کئی ایسے پروگرام آچکے ہیں جو بہت سے مشہور وائرسوں کا علاج بغیر پروگرام خراب کیئے کر دیتے ہیں۔ مگر چونکہ وائرسوں کی قسموں میں دن رات اضافہ ہو رہا ہے اس لئے کوئی ایسا پروگرام نہیں جو ان سب سے نمٹ سکے۔

چنانچہ ان وائرسوں سے بچنے کے لئے ایک تو چوری شدہ ڈسک SOFT WARE استعمال کرنے سے زیادہ سے زیادہ پرہیز کرنا چاہیئے (اگرچہ پاکستان میں ملنے والا زیادہ تر SOFT WARE عموماً چوری شدہ ہی ہوتا ہے۔) کسی سے ڈسک لے کر بغیر پڑتال کیئے فوراً اپنے کمپیوٹر پر نہیں استعمال کرنا چاہیئے مبادا اس میں وائرس ہو۔ اپنے اہم پروگراموں کی ایک نقل تیار ہونی چاہیئے تاکہ اگر اصل کو وائرس خراب کردے تو نقل کام آسکے۔

امید کی جاتی ہے کہ وہ لوگ جو ابھی نئے نئے کمپیوٹر کی اس دنیا میں داخل ہوئے ہونگے ان کے لئے یہ مضمون فائدہ مند ثابت ہو گا۔

فائبر آپٹکس

موجودہ دور کی ہر لمحے رنگ بدلتی دنیا میں جہاں سائنس نے ہماری زندگیوں کی ہیئت کو یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ آئے دن نت نئی ایجادات نہ صرف ہماری زندگیوں کا لازمی جزو بنتی جا رہی ہیں بلکہ ان کی بدولت ہمارے رہن سہن ہی نہیں بلکہ روایت اور

ترجیحات پر بھی اثر پڑا ہے۔

جیسے آج سے چند صدیوں پہلے کا انسان موجودہ دور کی سہولیات کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اسی طرح آج کا انسان مستقبل کی ترجیحات کا تعین نہیں کر سکتا۔ کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ ٹی وی کی نشریات ٹیلی ویژن سٹیشن سے لہروں کی بجائے تاروں کے ذریعے آپ کے گھر پہنچیں۔ اور ان تاروں میں بجلی نہیں روشنی دوڑ رہی ہو۔ سائنس کی دنیا سے متعلق قارئین تو اس ایجاد سے واقف ہی ہونگے مگر ایک عام آدمی کے لئے یہ حیرت کا باعث ہو سکتا ہے۔ تو یہ ٹیکنالوجی ہے فائبر آپٹکس۔ مندرجہ ذیل سطروں میں اس جدید ایجاد کا تعارف ایک عام آدمی کے نقطہ نظر سے پیش کیا جا رہا ہے۔

اس اہم ایجاد کا بنیادی نظریہ انتہائی سادہ ہے۔ کہ اگر روشنی کی شعاع شیشے کے اندر سفر کرتی ہوئی ایک خاص زاویے سے زیادہ پر شیشے کی سطح سے ٹکرائے تو وہ شیشے سے باہر آنے کی بجائے اندر ہی واپس مڑ جاتی ہے۔ اسے سائنس کی اصطلاح میں TOTAL INTERNAL REFLECTION کہتے ہیں۔ اس سے اس شعاع کی توانائی بھی ضائع نہیں ہوتی۔

چنانچہ اس مقصد کے لئے شیشے کی بال سے زیادہ باریک تاریں استعمال کی جاتی ہیں۔ اس مقصد کے لئے ایک خاص قسم کا شیشہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جسے کھینچ کر لمبی مگر انتہائی باریک تاریں بنالی جاتی ہیں۔

اب مسئلہ ہے روشنی کی طاقتور شعاع کا۔ تو اس کے لئے لیزر سے مدد لی جاتی ہے۔ لیزر بھی روشنی کی ہی ایک قسم ہے مگر انتہائی طاقتور۔ مختلف آلات کی مدد سے کسی بھی سگنل یا پیغام کو چاہے وہ ٹی وی کا ہو ریڈیو کا یا ٹیلی فون کا لیزر سگنل میں تبدیل کر دیا جاتا ہے اور اسے اس باریک تار میں ایک خاص زاویے پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اب یہ تار جہاں جہاں جائے گی وہ سگنل بھی اس کے ساتھ ساتھ اپنی مطلوبہ منزل پر پہنچ جائے گا۔ جہاں پہنچ کر اس کو دوبارہ اس کی اصل شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس سے فائدہ کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بین الاقوامی اور بین البراعظمی رابطے کے لئے چاہے وہ رابطہ ٹیلی فون کا ہو یا ٹیلی ویژن کا مصنوعی سیارے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ایک ملک سے سگنل مصنوعی سیارے کو بھیجا جاتا ہے جو باقی تمام ملکوں میں اسے نشر کر دیتا ہے مگر FIBER OPTICS کی مدد سے یہ کام صرف تاروں کے ایک مجموعے کے ذریعے اتنی ہی خوبی سے کیا جا سکتا ہے۔ مستقبل قریب میں دور دراز ملکوں اور براعظموں کے درمیان انہی شیشے کی تاروں کا جال بچھا ہو گا۔ جن کے راستے ٹی وی کی نشریات یا ٹیلی فون کے رابطے زیادہ موثر طریقے سے کیئے جا سکیں گے۔ یہی نہیں بلکہ ان کے علاوہ FIBER OPTICS ہماری زندگی کے اور نئے نئے شعبوں میں بھی قدم جما رہا ہے جیسے طب جہاں اب براہ راست لیزر سرجری کی بجائے FIBER OPTICS کی مدد سے لیزر سرجری پر تجربات کیئے جا رہے ہیں۔ امید کی جا سکتی ہے کہ یہ موثر نظام مستقبل میں بہت سے پرانے نظاموں کی جگہ لے گا۔

ضلع اٹک

مورخہ 5 فروری 1993ء کو قیادت ضلع اٹک کے زیر اہتمام مجلس کسراں ضلع اٹک میں ایک فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ اس کیمپ کے لئے قیادت علاقہ راولپنڈی نے بطور خاص تعاون کیا۔ دو ڈاکٹر راولپنڈی اور ایک ڈاکٹر اٹک شہر سے تشریف لائے۔ کامرہ مجلس سے ایک میڈیکل اسسٹنٹ خادم نے حصہ لیا۔ نائب قائد ضلع مکرم ملک مظفر احمد صاحب کی زیر نگرانی یہ کیمپ منعقد ہوا اور ناظم صاحب خدمت خلق ضلع نے بھی شرکت کی۔ یہ کیمپ صبح 10.30 بجے سے شام 5.30 تک جاری رہا۔ درمیان میں نماز جمعہ کا وقفہ کیا گیا۔ کل 163 مریضوں نے استفادہ کیا۔

لطیف آباد

17، 18، 19 فروری کو پہلا آل سندھ ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر میموریل ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ ہوا جس میں صوبہ سندھ کے 13 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ سنگل مقابلہ کامران آصف (کراچی) نے جیتا۔ جب کہ ڈبلز میں کلیم الرحمان (کراچی) اور محمد عتیق (حیدر آباد) فاتح رہے۔ جیتنے والوں میں ٹرافیاں اور اسناد تقسیم کی گئیں۔

ماہ مارچ میں مجموعی طور پر 8 خدام نے خون کی 8 بوتلیں عطیہ کے طور پر ضرورت مندوں کو دیں۔ 24 مارچ کو وقار عمل ہوا جس میں 25 خدام نے تقریباً دو گھنٹے کام کیا۔ بیت الظفر کے اندرونی اور بیرونی حصہ کی صفائی کی گئی۔

ترگڑی ضلع گوجرانوالہ

مجلس خدام الاحمدیہ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ کے تحت مورخہ 93۔ 1۔ 29 بروز جمعہ المبارک مقبول ٹاؤن ترگڑی میں فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس میں 52 مریضوں کو مفت ادویات مہیا کی گئیں۔

مورخہ 93۔ 2۔ 11 کو شعبہ صحت جسمانی کے تحت پندرہ خدام نے لاہور شہر کا مطالعاتی دورہ کیا۔ دورہ میں میوزیم، شاہی قلعہ، چڑیا گھر دیکھا۔ یہ وفد سائیکلوں پر ترگڑی سے روانہ ہوا اور واپس بھی سائیکلوں پر آیا۔

مثالی وقار عمل (ضلع کوٹلی)

مورخہ 19 فروری 1993ء بروز جمعہ المبارک صبح 9 بجے موضع گوئی کے ایک چھوٹے سے قصبے کے بازار کے سامنے کی کچی سڑک پر وقار عمل کیا گیا جو تقریباً ساڑھے تین گھنٹے جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ ضلعی مثالی وقار عمل جو ضلع میں پہلی دفعہ ہوا بڑا کامیاب رہا۔ جہاں وقار عمل کیا

احباب نے اس کام کی بہت تعریف کی۔ علاقہ کے لوگوں کے بقول سڑک کی یہ جگہ جہاں وقار عمل کیا بہت ہی خراب تھی اور گاڑیوں کے گزرنے میں اکثر رکاوٹ پیدا ہوتی تھی۔

اس ضلعی مثالی وقار عمل میں ضلع کی دس مجالس میں سات مجالس کے 50 خدام اور 25 اطفال نے شرکت کی اور قریبی جماعتوں کے 9 انصار نے بھی شرکت کی۔ اس وقار عمل میں علاقہ کی اہم شخصیات کو بھی دعوت دی تھی جنہوں نے تشریف لا کر حوصلہ افزائی کی۔ ان میں علاقہ کی اہم شخصیت سالار محمد شریف صاحب جو کہ وائس چیرمین ضلع کونسل کوٹلی رہ چکے ہیں اور آج کل بھی ممبر ضلع کونسل ہیں کوٹلی ہیں نے اپنے ہاتھ سے سڑک کی سولنگ کرتے ہوئے پتھر لگائے۔

کنری (ضلع میرپور خاص سندھ)

مورخہ 30 اپریل 1993ء بروز جمعہ المبارک ایک روزہ تربیتی کلاس کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ حلقہ کی سات مجالس نے نمائندگی کی۔ (1) مجلس کنری (2) گوٹھ عبداللطیف (3) مصطفیٰ فارم (4) محمود آباد فارم (5) ناصر آباد (6) پھیرو چچی (7) گوٹھ علم دین۔

اس تربیتی کلاس کا افتتاح صبح ساڑھے آٹھ بجے بیت الحمد محمود آباد میں ہوا۔ افتتاح مکرم مربی صاحب سلسلہ نے کیا۔ افتتاحی اجلاس کے بعد خدام و اطفال کے ورزشی مقابلہ جات ہوئے جس میں خدام کی کبڈی، والی بال، رسہ کشی، دوڑ، لانگ جمپ کے مقابلے ہوئے اور اطفال کے کبڈی، میرو ڈبہ، دوڑ، لانگ جمپ کے مقابلے ہوئے۔ ورزشی مقابلہ جات کے بعد تربیتی کلاس کا دوسرا اجلاس ہوا جس میں خدام و اطفال کے تلاوت قرآن کریم اور نظم کے مقابلہ جات ہوئے۔ اس کے بعد دوپہر 12 تا 1.30 بجے وقفہ طعام اور تیاری برائے نماز جمعہ ہوا۔

نماز جمعہ کے بعد اختتامی اجلاس ہوا۔ اس ایک روزہ تربیتی کلاس میں خدام کی حاضری 110 اور اطفال کی حاضری 116 تھی۔ اس کے علاوہ 10 انصار نے بھی شرکت کی۔ اس طرح کل حاضری 236 رہی۔

اس تربیتی کلاس کی خاص بات رفیق حضرت مسیح موعود... حضرت میاں جان محمد صاحب کی تربیتی کلاس میں شمولیت تھی۔ یاد رہے کہ یہ "رفیق" اسی مجلس میں رہائش پذیر ہیں۔ تربیتی کلاس کے اختتام پر آپ نے ہی دعا کرائی۔

اعلان نکاح

مکرم طارق محمود صاحب ناصر ابن مکرم چوہدری عبدالرحمن صاحب کا نکاح محترمہ عاصمہ احمد صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد احمد صاحب کاہلوں سے مبلغ -/50000 روپے حق مہر پر مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے مورخہ 11 جون 1993ء کو بیت المبارک میں پڑھایا۔ مکرم طارق محمود صاحب ناصر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں خدمات دینیہ بجا لا رہے ہیں۔ مکرمہ عاصمہ احمد صاحبہ مکرم چوہدری ظفر احمد صاحب کاہلوں کی پوتی ہیں اور آج کل لجنہ اماء اللہ مقامی ربوہ کی سرگرم ورکر ہیں۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے آمین۔

بوسنیا کے مہاجر اور لاوارث بچوں کو اپنایا جائے

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا تاریخی اعلان

خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء

"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دنیا کی جماعتوں کے لئے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو مہاجر آئے ہیں ان کے ساتھ محبت کا سلوک کریں ان سے تعلقات قائم کریں ان کی ضرورتیں پوری کرنے کی کوشش کریں اور ان کے ذریعے اگر ان کے بچے مل سکتے ہوں تو ان کے بچوں کو پالا جائے مغرب میں بعض قوانین کی دقتیں ہیں۔ ان سے متعلق ہم نے غور کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں ان دقتوں کے باوجود احمدیوں کے لئے ممکن ہے کہ وہ (مظلوم) بچوں کو اپنائیں اور ان کے لئے باپ سے زیادہ محبت کا سلوک کرنے کی کوشش کریں کیونکہ وہ للہ مظلوم ہیں اور اپنے بچوں سے محبت کرتے وقت تو آپ کے طبعی تقاضے ہیں اس میں بھی نیکی ہوتی ہے اگر خدا کی خاطر محبت کی جائے مگر ایسے بچے جو محض خدا کی خاطر یتیم بنائے گئے ہوں یہ وقت ہے کہ ان سے غیر معمولی محبت اور پیار کا سلوک کیا جائے اور احمدی گھروں میں زیادہ سے زیادہ ان کو اپنایا جائے۔ پس جن ممالک میں قانونی روک کوئی نہیں ہے وہاں تو احمدیوں کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ وہ بچوں کو اپنالیں۔ جہاں قانونی روکیں ہیں وہاں ایک صورت ہو سکتی ہے کہ عارضی طور پر اماناتاً وہ بچے لیئے جائیں مستقل بچہ دینا ADOPT کرنا جس کو کہتے ہیں یہ نہ تو (دین حق) میں ویسے ADOPTION جائز ہے۔ یعنی ان معنوں میں ADOPTION کہ گویا وہ جائیداد میں بھی شریک ہو جائے گا اور جو قوانین انسانی تعلقات کے ہیں وہ اس بچہ پر بھی اطلاق پائیں گے اور اس کے منہ بولے ماں باپ بھی اطلاق پائیں گے یہ ADOPTION جس کی راہ میں بہت دقتیں ہیں اور احمدیوں کو ایسی ADOPTION میں دلچسپی بھی کوئی نہیں کیونکہ یہ خلاف (دین حق) ہے ہم امین بن کر بچوں کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے نتیجہ میں نہ ہمیں ملکی حقوق حاصل ہونگے کسی قسم کے نہ ان بچوں کو کوئی ایسے حقوق حاصل ہونگے۔ جو قرآن کریم کے جاری کردہ نظام وراثت پر اثر انداز ہوں۔ پس اس پہلو سے ان حکومتوں کی طرف سے بھی ایک رستہ کھلا موجود ہے اور وہ اماناتاً وہ بچے سپرد کر دیتے ہیں بعض دفعہ تھوڑی دیر کے لئے بعض دفعہ لمبے عرصہ کے لئے چنانچہ دس سال، پندرہ سال بھی اگر ان بچوں کی خدمت کی توفیق مل جائے تو بہت بڑی خدا تعالیٰ کی طرف سے سعادت ہوگی تو یورپ کے ممالک میں ہر احمدی کو چاہیئے کہ یہ کوشش کرے اور ان مظلوموں سے تعلقات قائم کرے اور ان کی انسانی سطح پر ہر ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرے اور جو ضرورتیں ان کی طاقت سے بڑھ کر ہوں ان سے متعلق جماعت کو متوجہ کریں انشاء اللہ تعالیٰ جماعت اس معاملے میں اپنے مظلوم بھائیوں کی ہر طرح مدد کرنے کی کوشش کرے گی تو میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت جیسا کہ ہمیشہ ہر نیک تحریک پر ضرور لبیک کہتی ہے اس تحریک پر بھی انشاء اللہ ضرور لبیک کہے گی۔ خدا کرے کہ مسلمان حکومتوں کو بھی لبیک کہنے کی توفیق ملے ورنہ یہ نہ ہو کہ آئندہ زمانہ ان پر طعن کرے۔ ۔ ۔ "

THE HIKING CLUB PAKISTAN

DEDICATED TO THE PROMOTION OF ACTION ORIENTED EDUCATIONAL SYSTEM

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد پر ۱۹۹۱ میں ایک ہائکنگ کلب قائم کیا۔ گزشتہ دو سال میں کلب کے زیر اہتمام ہائکنگ پہلے سال ۵ اور دوسرے سال ۷ گروپ ہائکنگ کے لئے بھیجے گئے۔ جن میں ملک بھر کے خدام واطفال نے حصہ لیا حضور انور نے کلب کی کارکردگی پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ الحمدللہ۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے کلب کے زیر اہتمام مشکل اور بلند ترین ٹریکس پر گروپس بھیجے گئے اور انہوں نے نہایت کامیابی سے یہ ٹریکز مکمل کئے۔ ان میں کچی کانی پاس (چترال) اور منٹنو پاس (17640Ft) شامل ہیں۔

ہائکنگ محض پہاڑوں پر بیگ اٹھا کر جانے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک صحت مند تفریح کے علاوہ ایک Action Orientd نظام تربیت بھی ہے۔ اس لیے کلب ممبرز کو پہلے ضروری باتوں (مثلاً "ابتدائی طبی امداد' تعارف' پہاڑوں پر اور برف میں چلنے کے طریق' رسے کا استعمال' چند ضروری گرہیں' ہائکنگ میں استعمال ہونے والے کپڑوں اور سامان کا تعارف' غذا اور غذائیت' قیادت' مہم کے دوران طرز عمل ماحولیاتی تحفظ اور سفر پر جانے' چڑھائی چڑھنے اور اترنے کی دعائیں وغیرہ) کے بارے میں بتایا جاتا ہے اس کے بعد ٹریکنگ کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ کلب اپنے ممبرز کو مندرجہ ذیل سہولیات مہیا کرتا ہے

۱۔ ہائکنگ کے بارے میں معلومات اور راہنمائی۔

۲۔ ہائکنگ کے باقاعدہ پروگرام تشکیل دے کر ایک نظام کے تحت ممبرز کو ہائکنگ کے لئے بھیجنا۔ اس طرح کے پروگرامز عام طور پر ۸ دن کے ہوا کریں گے اور پروگرام کی فیس =/1050 روپے ہوگی (۸ دن سے زائد ایام کے پروگرام کی فیس بھی ٹریک کے مطابق زیادہ اور چھوٹے پروگرامز کی کم ہوگی اس فیس میں کلب مندرجہ ذیل انتظامات کرے گا۔

☆ پشاور میں قیام وطعام۔

☆ پشاور سے آگے اور واپس پشاور تک سفر خرچ' قیام وطعام ہائکنگ کا سامان (ٹینٹ' ریک سیک' سلیپنگ بیگ' میٹرس وغیرہ مہیا کرنا۔

☆ خوراک اور کھانے پکانے کا جملہ سامان مہیا کرنا۔

☆ ہر گروپ کے ساتھ ایک لیڈر کلب کی طرف سے جائے گا جو ہائکنگ کا خاطر خواہ تجربہ رکھتا ہوگا علاوہ ازیں پشاور میں ہائکنگ و ٹریکنگ کے بارے میں وڈیو فلم دکھائی جاتی ہے راستے کے نقشے اور معلومات بھی مہیا کی جاتی ہیں۔

۳۔ ہائکنگ کا شوق رکھنے والے ممبرز کو ایڈوانس کورسز کروائے جائیں گے

۱۹۹۳ کا پروگرام

A- کیمپنگ وہائکنگ کورس (CH)

یہ کورس بچوں (۱۳ تا ۱۶ سال) اور بڑی عمر کے ممبرز کے لئے علیحدہ علیحدہ ترتیب دیا جاتا ہے۔ جس میں کیمپنگ اور ہلکی پھلکی ٹریکنگ کروائی جاتی ہے۔ مندرجہ ذیل کیمپس پر ممبرز کی خواہش گروپس بھجوائے جاسکتے ہیں۔

۱۔ شوگراں کیمپ (کاغان ویلی) ۲۔ موہوڈنڈ کیمپ (سوات ویلی)

۳۔ لالازار کیمپ (کاغان ویلی) ۴۔ کاغان کیمپ (کاغان ویلی)

بچوں کا گروپ CH۱۶ جون تا ۲۳ جون

B- ٹریکنگ اور بیک پیکنگ کورس (TK)

یہ کورس ٹریکنگ اور بیک پیکنگ پر مشتمل ہوتا ہے اس میں عمر کی حد ۱۶۔۳۰ سال ہے تاہم جسمانی طور پر فٹ ممبرز کے لئے عمر کی پابندی نرم بھی کی جاسکتی ہے۔

ٹریک

۱۔ رتی گلی (کشمیر) ۲۔ بانس گلی (کاغان) ۳۔ کمک ڈوری گلی (کشمیر) ۴۔ نیات گلی (گلگت) ۵۔ بابو سر ٹریک (گلگت اور کاغان) ۶۔ سرال گلی (کشمیر) ۷۔ کیرائی گکرہ مظفر آباد ٹریک ۸۔ پلوغہ گلی (سوات) ۹۔ کنڈ بنگلا موسیٰ کا مصلہ پارس ٹریک (کاغان) ۱۰۔ جل کھنڈ گلی (کاغان) ۱۱۔ دیو سائی پلین (۸ دن سے زائد ہوگا) ۱۲۔

مسوڈنٹ۔ چترال ٹریک (سوات) ۱۲۔ ملکہ پربت راؤنڈ ٹریک (کاغان) ۱۳۔ داروڑہ بحرین ٹرنک (دیر۔ سوات)

ٹریکنگ پروگرام TK

23 جون تا 30 جون' یکم جولائی تا 8 جولائی' 10 جولائی تا 17 جولائی' 20 جولائی تا 27 جولائی' یکم اگست تا 8 اگست' 10 اگست تا 17 اگست' 20 اگست تا 27 اگست۔

C-High Altitude Trekking Course (HT)

اس کورس کے لئے ۱۵۰۰۰ فٹ سے بلند ٹریک منتخب کئے جاتے ہیں۔ ممبرز کا ٹریکنگ کا کچھ نہ کچھ تجربہ ہونا ضروری ہے

۱۔ کچی کانی پاس (چترال۔ سوات) ۲۔ مزینو پاس (گلگت) ۳۔ بالتورو کانکارڈیا۔ k2 ٹریک

کچی کانی پاس 20 جولائی سے 31 جولائی' مزینو پاس 20 اگست تا 31 اگست۔ یہ دونوں پروگرام ۱۲ دن کے ہوں گے اور ان کی فیس ممبرز کے لئے۔/۱۹۷۰ روپے ہوگی۔ غیر ممبرز کے لئے ۲۵۰۰ روپے۔ مندرجہ بالا ٹریکس کے علاوہ مزید کسی اور ٹریک' جسے ممبرز پسند کریں پر بھی بھیجا جا سکتا ہے۔

D- کوہ پیمائی کی مہم

اس سال ایک کوہ پیمائی کی مہم بھی ترتیب دی جائے گی (انشاء اللہ) اس کے لئے ملکہ پربت یا کوئی دوسری چوٹی جو ۲۰۰۰۰ فٹ کے لگ بھگ ہو منتخب کی جائی گی یہ پروگرام انشاء (اللہ) ستمبر میں ہوگا جو ممبرز دلچسپی رکھتے ہیں وہ فوری طور پر کلب سے رابطہ قائم کریں۔

E- ایڈوانس کورسز

اگست میں کوہ پیمائی کا ایک بنیادی کورس اور ستمبر میں لیڈر شپ کے کورس پر ممبرز کو بھیجا جائے گا دلچسپی رکھنے والے ممبرز جلد رابطہ کریں۔

ممبر شپ کا طریق۔

ممبر شپ فارم قائد ضلع' دفتر مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ یا کلب سے خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں ممبر شپ فارم اور ۲۵ روپے کا بنک ڈرافٹ (بنام THE HIKING CLUB PAKISTAN بھیج کر ممبر شپ حاصل کی جا سکتی ہے۔

پروگرام میں شمولیت

کورس میں شمولیت کے فارم یا سادہ کاغذ پر اپنا اور اپنے ساتھیوں کا نام اور کورس فیس کا بنک ڈرافٹ بھیج کر بکنگ کروا سکتے ہیں۔ فون پر بھی بکنگ کروا سکتے ہیں

ضروری نوٹس

☆ آٹھ دن سے کم ایام کے ٹریکنگ پروگرام تشکیل دیئے جا سکتے ہیں ☆ ایسے گروپس جن کے تمام ممبرز ایک ہی جگہ سے ہوں ان کی خواہش پر تاریخوں اور ٹریک میں ان کی پسند کے مطابق تبدیلی کر دی جاتی ہے۔ ☆ ان تاریخوں میں موسم اور حالات کے مطابق تبدیلی ہو سکتی ہے۔ ☆ بکنگ کرواتے وقت ان ٹریکز کا ذکر ضرور کریں جو آپ کر چکے ہیں اور جن ٹریکز پر آپ جانا چاہتے ہیں پسند کے اعتبار سے ترتیب وار لکھیں تاکہ اگر ایک خاص ٹریک ممکن نہ ہو تو کسی دوسرے ٹریک میں آپ کو شامل کیا جا سکے۔ ☆ بکنگ جلد از جلد کروائیں تاکہ پروگرامز کو آخری شکل دی جا سکے۔ ☆ قائدین اضلاع سے درخواست ہے کہ وہ کوشش کریں کہ ضلع کے خدام کا گروپ تشکیل دیکر بکنگ کروائیں۔ ☆ ہائی ٹریکر اور کوہ پیمائی کا شوق رکھنے والے ممبرز جلد از جلد کلب سے رابطہ کریں

رابطہ کے لئے:۔ ہائی کنگ کلب پاکستان پوسٹ بکس نمبر 1118۔ صدر۔ کوڈ 25000۔ پشاور

فون ڈائریکٹر حامد احمد 051-254758 اسلام آباد۔ سیکرٹری آپریشن محترم جمیل خان 0521-216214 پشاور۔ جنرل سیکرٹری 0521-44332 پشاور۔

لوکل ڈائریکٹر برائے ربوہ' سرگودھا اور فیصل آباد محترم فاتح الدین فون نمبر 586-04524 ربوہ۔

Hamid

(ڈاکٹر حامد احمد)

ڈائریکٹر ہائیکنگ کلب پاکستان

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان۔

درخواست دعا

مکرم محترم محمود احمد صاحب جو ۱۹۷۹-۸۰ تا ۸۹-۱۹۸۸ء دس سال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر رہے ہیں اور آجکل بطور مربی آسٹریلیا میں خدمت سلسلہ بجا لا رہے ہیں گھٹنے کی ہڈی بڑھ جانے کی وجہ سے بیمار ہیں اور چلنے پھرنے کی تکلیف ہے

احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مہتمم اشاعت
مجلس خدام الاحمدیہ - پاکستان

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم منور علی صاحب شاہد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ لاہور کو مورخہ ۲۰ جون ۱۹۹۳ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام مظہر احمد تجویز فرمایا ہے۔

نومولود مکرم احمد علی سراج صاحب کا پوتا اور مکرم میاں عبدالرشید صاحب فاروقی کا نواسہ ہے۔

تمام احباب جماعت سے بچے کی صحت وسلامتی اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مینجر خالد - ربوہ)

دعائے مغفرت

نہایت افسوس کے ساتھ تحریر ہے کہ برادرم مکرم شیخ محمد سلیم صاحب کارکن مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی والدہ محترمہ کنیز بیگم صاحبہ اہلیہ محترم شیخ محمد اسلم صاحب مرحوم آف دنیا پور مورخہ 93-6-23 کو بوقت پونے سات بجے شام بروز بدھ بعمر 83 سال اپنے چھوٹے بیٹے محمد حلیم صاحب کے مکان واقع محلہ باب الابواب میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ موصیہ تھیں۔ مورخہ 93-6-24 کو 10 بجے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں قبر تیار ہونے پر محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے دعا کروائی۔

آپ نے اپنے پیچھے 4 بیٹے محترم شیخ محمد سلیم صاحب کارکن دفتر خدام الاحمدیہ پاکستان۔ محترم شیخ محمد نعیم صاحب انچارج شعبہ رشتہ ناطہ صدر انجمن احمدیہ۔ محترم شیخ محمد وسیم صاحب قدوس کریانہ سٹور اقصیٰ روڈ ربوہ۔ محترم شیخ محمد حلیم صاحب محلہ باب الابواب ربوہ اور ایک بیٹی نسیم اختر اہلیہ محترم شیخ منیر الدین صاحب آف بہاولنگر یادگار چھوڑی ہیں۔

خدا کے فضل سے مرحومہ ایک لمبا عرصہ دنیا پور میں صدر لجنہ اماء اللہ رہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں بچوں کو قرآن مجید پڑھایا۔ پابند صوم صلوۃ ملنسار اور بہت مہمان نواز تھیں۔

احباب جماعت کی خدمت میں مرحومہ کے بلندی درجات اور لواحقین کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے

قراردادِ تعزیت

ممبران عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کا یہ اجلاس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے انتہائی مخلص اور فدائی خادم، لسانیت کے عالمی ماہر، قانون کے میدان میں طویل عرصہ جماعتی خدمات انجام دینے والے بزرگ اور خدارسیدہ وجود امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع فیصل آباد حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی وفات پر اظہارِ تعزیت کیلئے منعقد ہو رہا ہے۔ آپ ۲۸۔ مئی بروز جمعرات پونے گیارہ بجے فیصل آباد میں اپنی رہائش گاہ واقع چنیوٹ بازار میں انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

آپ حضرت مسیح موعود کی اس دعا کی قبولیت کا ایک زندہ نشان تھے جو ایک اعجازی رنگ میں غیر معمولی اہمیت کا حامل بنی۔ حضرت مسیح موعود نے حضرت شیخ صاحب کی پیدائش پر آپ کے والد ماجد کو خط تحریر فرمایا کہ "لڑکا نوزاد مبارک ہو اس کا نام محمد احمد رکھ دیں۔ خدا تعالیٰ باعمر کرے"۔ آپ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلص اور فدائی رفیق حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی عمر ۹۷ برس تھی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کئی بار حضرت شیخ صاحب کے بلند مقام کا ذکر فرماتے رہے۔ چنانچہ جلسہ سالانہ ۱۹۸۲ء کے خطاب کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت شیخ صاحب کی علم لسانیات میں غیر معمولی مہارت اور عربی زبان کی تاریخی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش فرمایا اور آپکی علم لسانیات کی مہارت کو اس علم کے عالمی ماہرین کے ہم پلہ بلکہ ان سے برتر قرار دیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ یکم جنوری ۱۹۹۳ء میں آپ کو مقام کے لحاظ سے رفقاء حضرت مسیح موعود میں شمار فرمایا۔

ہم ممبران مجلس عاملہ اس جماعتی سانحہ پر محترم شیخ صاحب کے اہلِ خانہ اور تمام لواحقین سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ حضرت شیخ صاحب جیسے نافع الناس کی رحلت پر ہم سب کو صبر جمیل عطا کرے اور آپ کے درجات کو اپنی جناب میں بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین

ہم ہیں ممبرانِ عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

(نوٹ:۔ اراکینِ عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ فیصل آباد اور دارالحمد فیصل آباد کی طرف سے بھی قراردادِ تعزیت موصول ہوئی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء)

Monthly **KHALID** Rabwah

REGD. NO. L. 5830 *Editor. SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAZ* JULY 1993